شمارہ ۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم　　وعلی عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان!

Regd. No. P.G.D.P-3　　Registered with the registrar of news Papers for India at No. R: N, 61/57　　Phone No. 35

12th TABLIGH 1360

12th, FEBRUARY 1981

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

پیشگوئی مُصلح موعود

از حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر یک چیز پر قادر ہے (جلّ شانہ و عزّ اسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَأَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا۔"

(از اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

Printed & Published By Malik Salahuddin M.A. at Fazliumar Printing Press Qadian. Propriter Sadr Anjuman Ahmadiya Qadian.

اداریہ

پیشگوئی مصلح موعود کے اہم بالشان اغراض و مقاصد اور ہماری ذمہ داریاں

ماموریٔ زمانہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کی وہ اہم بالشان پیشگوئی جو آپ نے آج سے ۹۵ سال قبل بمقام ہوشیار پور مسلسل چالیس روزہ مجاہدات اور انتہائی عاجزانہ دعاؤں کے نتیجہ میں خدائے علام الغیوب سے بذریعہ الہام خبر پاکر خاص اسی کے اذن سے مورخہ ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار کی صورت میں شائع فرمائی تھی۔ جماعت احمدیہ میں "پیشگوئی پسر موعود" کے نام سے موسوم ہے۔

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی زبانِ مبارک پر جاری ہونے والا ہر لفظ اس کی عظمت و کبریائی اور محیر العقول قادرانہ تجلیات کا مظہر ہوتا ہے۔ جبکہ "پیشگوئی پسر موعود" کی پُر شوکت الہامی عبارت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبل از وقت حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے ذریعہ تمام دنیا کو ایک ایسے جلیل القدر فرزند ارجمند کی ولادت کی بشارت دی گئی ہے جس کا وجود غیر معمولی اوصاف و کمالات کا حامل ہونے کی بناء پر بے شمار خدائی صفات کا کامل مظہر ہوگا۔ "پسر موعود" کے اس ارفع اور بلند ترین روحانی مقام کی صراحت خود پیشگوئی کے ان پر شوکت الہامی الفاظ میں بھی موجود ہے:۔

مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ

گویا یہ اہم بالشان اور انقلاب انگیز آسمانی پیشگوئی محض اس بناء پر ہی اللہ تعالیٰ کی قادرانہ تجلیات کا زندہ اور معجزانہ نشان قرار نہیں پاتی کہ اس میں قبل از وقت مقررہ میعاد کے اندر اندر ایک بیٹے کی پیدائش کی خبر دی گئی ہے بلکہ اس موعود فرزند کو ایسے غیر معمولی اوصاف و کمالات کا حامل قرار دیا گیا ہے جو غلبۂ اسلام کی بابرکت آسمانی مہم کے دوران بے شمار اہم بالشان دینی اور روحانی اغراض و مقاصد کی تکمیل کا پیش خیمہ بننے والے تھے۔ چنانچہ ان اہم بالشان اغراض و مقاصد کی نشاندہی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو..... اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں کرتا ہوں"

اللہ تعالیٰ کی اس اہم بالشان الہامی پیشگوئی کا وہ حصہ جو مقررہ میعاد کے اندر اندر "پسر موعود" کی پیدائش سے تعلق رکھتا تھا مورخہ ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو سیدنا حضرت محمود المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت کے ذریعہ پورا ہوا۔ جبکہ پیشگوئی میں بیان شدہ دیگر تمام علامات حضور پُر نور نور اللہ مرقدہٗ کی مبارک زندگی میں بالخصوص انقلاب انگیز کارناموں سے بھرپور آپ کے باون سالہ سنہری عہدِ خلافت میں کمال آب و تاب کے ساتھ پوری ہوئیں۔ جن کا ہم میں سے ہر احمدی چشم دید گواہ ہے۔ آپ کے بابرکت دورِ خلافت میں چار دانگ عالم میں تبلیغ و اشاعتِ اسلام کا انتہائی وسیع اور مستحکم نظام قائم ہوا۔ دنیا کے ۴۳ ممالک میں کم و بیش ۵۰۰ مساجد کی تعمیر ہوئی۔ سینکڑوں تبلیغی، تعلیمی، تربیتی، اور طبی مراکز کا قیام عمل میں آیا۔ خود آپ کی رقم فرمودہ کم و بیش آٹھ دس ہزار صفحات پر مشتمل قرآن حکیم کی انتہائی پر معارف تفسیر "تفسیر کبیر" کی اشاعت کے علاوہ ۱۴ اہم غیر ملکی زبانوں میں قرآنِ حکیم کے تراجم کے ذریعہ تمام دنیا پر کلام اللہ کے شرف اور مرتبہ کا اظہار ہوا۔ اور آپ کے مسیحی نفس کی برکت سے دنیا کی لاکھوں سعید روحوں کو اسلام کے نور سے منور ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔

بیرونی محاذ پر حاصل ہونے والی ان عظیم الشان فتوحات کے ساتھ ساتھ اندرونی محاذ پر جماعتی نظام کو مضبوط اور مستحکم بنانے کی غرض سے بھی آپ نے جو جلیل القدر کارہائے نمایاں انجام دیئے وہ تاریخِ احمدیت کے ہزارہا صفحات میں پھیلے ہوئے ہیں —— اور پھر یہ نہیں کہ آپ کے ذریعہ جاری ہونے والی تبلیغ و اشاعتِ دین اور غلبۂ اسلام کی یہ بابرکت آسمانی مہم صرف آپ کی مبارک زندگی تک ہی محدود رہی۔ بلکہ آج بھی نافلۂ موعود سیدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت روحانی قیادت میں یہ مجاہدینِ احمدیت کا کارواں پہلے سے کہیں زیادہ سرعت اور تیز رفتاری کے ساتھ شاہراہِ غلبۂ اسلام پر گامزن ہے۔ اور ہر قدم پر فتح و کامرانی کے نئے نئے سنگِ میل نصب کرتا چلا جا رہا ہے۔

ظاہری طور پر سیدنا محمود المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کا بابرکت وجود گو آج ہم میں موجود نہیں تاہم آپ کے جاری کئے ہوئے کام آج بھی جاری و ساری ہیں۔ جنہیں پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی ذمہ داری ہم افراد جماعت احمدیہ پر عائد ہوتی ہے۔ "پیشگوئی مصلح موعود" تمام اقوامِ عالم کے لئے بے شمار خارقِ عادت نشانات رکھنے کے ساتھ ساتھ خود ہمارے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمتوں۔ برکتوں اور فضلوں کے ان گنت نشانات لئے ہوئے ہے۔ جن کا عینی مشاہدہ کرنے کے بعد ہمیں ہر آن اسی مومنانہ شان کا عملی مظاہرہ کرتے چلے جانے کی ضرورت ہے۔ جس کی وضاحت آیت قرآنی:۔

اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ○ (انفال : ۳)

میں کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار قادرانہ تجلیات کا مظہر یہ عظیم الشان نشانِ آسمانی جس طرح ہمارے ایمانوں میں غیر معمولی پختگی اور روز افزوں ترقیات کا موجب بن رہا ہے اسی طرح ہمارے لئے توکل کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہو کر خدمت و اشاعتِ دین سے متعلق اپنی اہم ذمہ داریوں کو پورا کرتے چلے جانے کی ضرورت ہے۔ ۲۰ر فروری کا مبارک تاریخی دن ہر سال ہمیں سیدنا حضرت محمود المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ میں یہ بصیرت افروز پیغام دیتا ہے کہ:۔

"بے شک تم خوشیاں مناؤ اور خوشی سے اچھلو اور کودو۔ لیکن میں کہتا ہوں اس خوشی اور اچھل کود میں تم اپنی ذمہ داریوں کو فراموش مت کرو...... میرے لئے یہی مقدر ہے کہ میں سرعت اور تیزی کے ساتھ اپنا قدم ترقیات کے میدان میں بڑھاتا چلا جاؤں۔ مگر اس کے ساتھ ہی آپ لوگوں پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اپنے قدم کو تیز کریں۔ اور اپنی سست روی کو ترک کر دیں۔" (الموعود)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور ان سے کماحقہٗ طریق پر عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

خورشید احمد انور

ہفت روزہ بدر قادیان

مصلح موعود نمبر

بابت

۶ر ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ

بمطابق

۱۲ر تبلیغ ۱۳۶۰ ہش

۱۲ر فروری ۱۹۸۱ء

جلد —— ۳۰

شمارہ —— ۷

شرح چندہ

سالانہ —— ۲۰ روپے

ششماہی —— ۱۰ روپے

ممالکِ غیر بذریعہ بحری ڈاک —— ۴۰ روپے

فی پرچہ —— ۴۰ پیسے

قیمت مصلح موعود نمبر —— ایک روپیہ

اخبار احمدیہ

قادیان ۹ر تبلیغ (فروری)۔ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارے میں الفضل مجریہ ۲ر تبلیغ (فروری) سے موصول شدہ تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ان دنوں لاہور میں قیام فرما ہیں۔ حضور پُر نور ۲۹ر جنوری بروز جمعرات ربوہ سے روانہ ہو کر اسی روز دن کے بارہ بجے کے قریب بخیریت لاہور پہنچ گئے تھے۔ الحمد للہ ——

احبابِ کرام توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حضور کو صحت و سلامتی سے رکھے اور مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ کامیابیاں عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین۔

قادیان۔ ۹ر تبلیغ (فروری) —— مقامی طور پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان مع محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ و بچگان اور جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

الحمد للہ

تبرکاتِ محمودؓ

ہمارا خُدا سچّا خُدا ہے، زندہ خُدا ہے، وفادار خُدا ہے!!

تم ہمیشہ اُس پر توکّل رکھو اور اپنی اولاد کو بھی اُس پر توکّل رکھنے کی تلقین کرو!

حضرت اقدس المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے ڈاکٹری مشورہ پر بغرضِ علاج سفر یورپ کے لئے روانگی سے قبل بحیثیت ایک شفیق رُوحانی باپ اکنافِ عالم میں بسنے والے تمام افرادِ جماعت کے نام پُرسوز دُعاؤں پر مشتمل مورخہ ۲۱ر مارچ ۱۹۵۵ء کو جو محبت بھرا پیغام ارسال فرمایا وہ آپؓ کے حلیمانہ اوصاف کی غمازی کرتا ہے۔ قارئینِ بدر کے ازدیادِ علم وایمان کی غرض سے اس رُوح پرور اور بصیرت افروز پیغام کا ایک اقتباس "تاریخِ احمدیت" جلد ہفتدہم صفحہ ۴۷۰ تا ۴۷۲ سے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے ——— (ایڈیٹر بدر)

ہر انسان جو پیدا ہوا ہے اُس نے مرنا ہے۔ اُن گھڑیوں میں جب مَیں محسوس کرتا تھا کہ میرا دل ڈوبا کہ ڈوبا، مجھے یہ غم نہیں تھا کہ مَیں اس دنیا کو چھوڑ رہا ہوں۔ مجھے یہ غم تھا کہ میں آپ لوگوں کو چھوڑ رہا ہوں۔ اور مجھے یہ نظر آرہا تھا کہ ابھی ہماری جماعت میں وُہ آدمی نہیں پیدا ہوا جو آپ کی نگرانی ایک باپ کی شکل میں کرے۔ میرا دماغ بوجھ نہیں برداشت کرسکتا تھا۔ مگر اس وقت مَیں برابر یہ دُعا کرتا رہا کہ اَے میرے خدا جو میرا حقیقی باپ اور آسمانی باپ ہے۔ مجھے اپنے بچوں کی فکر نہیں کہ وہ یتیم رہ جائیں گے۔ مجھے اس کی فکر ہے کہ وہ جماعت جو سینکڑوں سال کے بعد تیرے مامور نے بنائی تھی وہ یتیم رہ جائے گی۔ اگر تُو مجھے یہ تسلّی دلادے کہ اِن کے یتیم کا مَیں انتظام کردوں گا تو پھر میری یہ تکلیف کی گھڑیاں سہل ہوجائیں۔ مگر تو مجھ سے یہ کس طرح اُمید کرسکتا ہے کہ یہ لاکھوں رُوحانی بچے جو تُو نے مجھے دئیے ہیں جن کے دُشمن چپّے چپّے پر دُنیا میں موجود ہیں اور جن کو ختم کرنے کے لئے ہر وقت شیطانی نیزے اُٹھ رہے ہیں۔ جب میرے بعد ان نیزوں کو اپنی چھاتی پر کھانے والا کوئی نہیں رہے گا تو تُو ہی بتا کہ مَیں اس بات کو کس طرح برداشت کرلوں۔ مجھے موت کا ڈر نہیں۔ مجھے ان لوگوں کے یتیم ہو جانے کا ڈر ہے جنہوں نے تیرے نام کو روشن کرنے کے لئے پچاس سال متواتر قربانیاں کیں۔ ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ دُنیا نے ان کو کمائی سے محروم کر دیا تھا۔ پھر بھی وہ ہر اُس آواز پر آگے بڑھے جو تیرے نام کے روشن کرنے کے لئے مَیں نے اُٹھائی تھی۔ اب اَے میرے وفادار آقا! مَیں تجھے تیری ہی وفاداری کی قسم دیتا ہوں۔ اِن کمزوروں نے اپنی کمزوریوں کے باوجود تجھ سے وفاداری کی۔ تُو طاقتور ہوتے ہوئے اُن سے بے وفائی نہ کیجیو کہ یہ بات تیری شان کے شایاں نہیں۔ اور تیری پاکیزہ صفات کے مطابق نہیں۔ مَیں ان لوگوں کو تیری امانت میں دیتا ہُوں۔ اَے سب امینوں سے بڑے امین، اس امانت میں خیانت نہ کیجیو۔ اور اس امانت کو پوری وفاداری کے ساتھ سنبھال کر رکھیو۔

ڈاکٹر مجھے کہتے ہیں فکر مت کرو۔ لیکن مَیں اس امانت کا فکر کس طرح نہ کروں جسے مَیں نے پچاس سال سے زیادہ عرصہ تک اپنے سینہ میں چھپائے رکھا اور ہر عزیز ترین شے سے زیادہ عزیز سمجھا۔

اے میرے عزیزو! تم سے کوتاہیاں بھی صادر ہوئیں۔ تم سے قصور بھی ہوئے۔ مگر مَیں نے یہ دیکھا کہ ہمیشہ ہی خدا تعالیٰ کی آواز پر تم نے لبیک کہا۔ تم موت کی وادیوں میں سے گزر کر بھی خدا تعالےٰ کی طرف دوڑتے رہے ہو۔ مجھے یقین ہے کہ خدا تعالیٰ تمہیں نہیں چھوڑے گا۔ خدا تمہیں بے کسی اور بے بسی کی موت نہیں دے گا۔

ڈاکٹروں کی رائے تو یہی ہے کہ میری بیماری صرف عوارض کی بیماری ہے۔ حقیقت کی بیماری نہیں۔ لیکن جو کچھ بھی ہو ہمارا خدا سچا خدا ہے۔ زندہ خدا ہے۔ وفادار خدا ہے۔ تم ہمیشہ اس پر توکّل رکھو۔ اور اپنی اولاد کو بھی اس پر توکّل رکھنے کی تلقین کرو۔ اور اس دُعا کے طریقہ کو یاد رکھو جو مَیں نے اُوپر بیان کیا ہے۔ مَیں نے ساری عمر جب بھی اس رنگ میں اخلاص کے ساتھ دُعا کی ہے مَیں نے کبھی نہیں دیکھا کہ اس دُعا کے قبول ہونے میں دیر ہوئی ہو۔ اگر تم اس رنگ میں اپنے ربّ سے محبت کروگے اور اس کی طرف جھکوگے تو وہ ہمیشہ تمہاری مدد کے لئے آسمان سے اُترتا رہے گا۔ ایک دولت مَیں تمہیں دیتا ہُوں۔ ایسی دولت جو کبھی ختم نہیں ہوگی۔ ایک عِلاج تمہیں عطا کرتا ہوں۔ وہ علاج جو کسی بیماری میں خطا نہیں کرے گا۔ ایک عصا مَیں تمہارے حوالے کرتا ہُوں۔ ایسا عصا جو تمہاری عُمر کی انتہائی کمزوری میں بھی تمہیں سہارا دے گا۔ اور تمہاری کمر کو سیدھا کرے گا۔ اَے خدا! تُو اپنے ان بندوں کے ساتھ ہو۔ جب اُنہوں نے میری آواز پر لبیک کہی تو انہوں نے میری آواز پر لبّیک نہیں کہی بلکہ تیری آواز پر لبیک کہی۔ اے وفادار اور صادق الوعد خدا۔ اَے وفادار اور سچّے وعدے والے خُدا تو ہمیشہ اُن کے اور ان کی اَولادوں کے ساتھ رہیو۔ اور ان کو کبھی نہ چھوڑیو۔ دُشمن ان پر کبھی غالب نہ آئے اور یہ کبھی ایسی مایوسی کا دن نہ دیکھیں جس میں انسان یہ سمجھتا ہے کہ مَیں سب سہاروں سے محروم ہوگیا ہُوں۔ یہ ہمیشہ محسوس کریں کہ تُو ان کے دل میں بیٹھا ہے۔ ان کے دماغ میں بیٹھا ہے۔ اور ان کے پہلو میں کھڑا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اٰمین .... مَیں ان ماہرین کی (ڈاکٹروں کی۔ ناقل) رائے پر اعتبار کرتے ہوئے اور اللہ تعالےٰ پر توکل کرتے ہوئے جاتا ہوں۔ خدا کرے میرا یہ سفر صرف میرے لئے نہ ہو بلکہ اسلام کے لئے ہو اور خُدا کے دین کے لئے ہو۔ اور خدا کرے کہ میری عدم موجودگی میں تم غم نہ دیکھو۔ اور جب مَیں لوٹوں تو خدا تعالےٰ کی مدد اور نصرت میرے بھی ساتھ ہو اور تمہارے بھی ساتھ ہو۔ ہم سب خدا کی گود میں ہوں۔ اور محمد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السّلام ہمارے پاس کھڑے ہوں"۔ (آمین)

(ضمیمہ روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۲ر مارچ ۱۹۵۵ء صفحہ ۱، ۲)

میرے دل میں شدید تڑپ پیدا ہوئی ہے کہ آئندہ دس سال میں

فرانسیسی، اٹیلین، سپینش، روسی اور چینی زبان میں ترجمہ قرآن شائع کیا جائے

اگر ایسا ہو جائے تو ہم دُنیا کی اسّی فیصدی آبادی کو اسکی زبان میں قرآن کریم پہنچا دیں گے

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲ر جنوری ۱۹۸۱ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ کا ملخص

ربوہ ۲ر صلح (جنوری)۔ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ شدید تڑپ پیدا کی ہے، کہ آئندہ دس سال میں فرانسیسی، اٹیلین، سپینش، روسی اور چینی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ شائع ہو جائے۔ حضور نے فرمایا کہ اگر ہم ایسا کر سکیں تو دُنیا کی آبادی کے تقریبًا اسّی فیصد کو ہم ان کی زبان میں قرآن کریم مہیا کر سکتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ آج یہاں مسجد اقصیٰ میں نمازِ جمعہ کی ادائیگی سے قبل خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے۔

حضور نے وقفِ جدید کے لٹریچر کا بیان کرتے ہوئے جماعتِ احمدیہ کے دیگر لٹریچر کا بھی ذکر فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ اب تک ہمارے پاس فرانسیسی زبان بولنے والوں کے لئے لٹریچر نہیں تھا۔ حضور نے فرمایا کہ ایک وقت تھا کہ دُنیا میں روسی اور چینی کو چھوڑ کر سب سے زیادہ بولی جانے والی زبانیں انگریزی اور فرانسیسی تھیں۔ اس بعد زیادہ بولی جانے والی زبانیں سپین کی زبان، پرتگال کی زبان اور ہالینڈ کی زبانیں تھیں۔ حضور نے فرمایا کہ فرانسیسی زبان میں ابھی تک قرآن کریم کا کوئی ترجمہ نہیں تھا۔ اور نہ ہی کوئی پائے کا لٹریچر تھا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اب صد سالہ جوبلی فنڈ کے تحت پہلی دفعہ دیباچہ تفسیر القرآن از حضرت مصلح موعود کا فرانسیسی ترجمہ شائع ہُوا ہے۔ یہ بذاتِ خود ایک کتاب ہے۔ جو کہ تین چار سو صفحات پر مشتمل ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس کی ایک اس وجہ سے بھی ضرورت تھی کہ افریقہ کے بہت سے ممالک میں فرانسیسی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ الا ئیوری کوسٹ، نائیجر (جس کا نام تبدیل ہو گیا ہے) میں ہماری جماعت قائم ہو گئی ہے۔ ٹوگو لینڈ میں بھی حال ہی میں جماعت قائم ہوئی ہے۔ بینن ہے وہاں بھی جماعت قائم ہے۔ اس کے علاوہ سینی گال۔ گیمبیا (جس کو اب بانجل کہتے ہیں)، یہ فرانسیسی بولنے والے ممالک ہیں۔ ان ممالک میں فرانسیسی لٹریچر کی بہت ضرورت تھی۔ اس کمی کو دیباچہ تفسیر القرآن ایک حد تک پورا کرے گا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ میری بھی خواہش ہے اور آپ کی بھی خواہش ہونی چاہیئے کہ ہم قرآن کریم کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ شائع کر سکیں۔ حضور نے فرمایا کہ آج کل اس ترجمے پر نظرِ ثانی ہو رہی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اٹیلین زبان میں حضرت مصلح موعود نے قرآن کریم کا ترجمہ کروا کے رکھا ہُوا تھا۔ مگر ابھی اس پر نظرِ ثانی نہ ہو سکی تھی۔ اب ہمارے ایک احمدی مبلغ نے فرانسیسی سیکھ لی ہے اور وہ اس پر نظرِ ثانی کر رہے ہیں۔ اسی طرح پرتگالی زبان میں بھی ترجمے کا انتظام ہو رہا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی کتب کے بارے میں بھی بتایا کہ صد سالہ احمدیہ جوبلی کے تحت حضور کی تحریرات کا مجموعہ

ESSENCE OF ISLAM

کے نام سے سلسلہ وار شائع ہو رہا ہے۔ اس کا ایک جزو چھپ چکا ہے۔ دوسرا پریس میں ہے۔ اور تیسرے کا مسودہ تیار ہے۔ اس کے بعد چوتھا بھی انشاء اللہ تعالیٰ چھپ جائے گا۔

(بحوالہ الفضل ۷ر جنوری ۱۹۸۱ء)

وہ دِن دُور نہیں جب مُسلمان پھر سپین پہنچیں گے

جب خدا کی طرف سے آواز آئے گی وہ پروانوں کی طرح اس ملک میں داخل ہوں گے

(سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ کا سپین کے بارے میں ایک اہم تاریخی خطبہ)

"تاریخِ اسلام کی ان باتوں میں سے جو مجھے بہت پیاری لگتی ہیں ایک بات ایک ہسپانوی جرنیل کی ہے جن کا نام غالباً عبد العزیز تھا..... (دشمن کا) قریبًا ایک لاکھ کا لشکر تھا جو قلعہ کے باہر جمع تھا وہ اکیلا ہی تلوار لے کر نکلا۔ دشمن پر حملہ کر دیا اور لڑتے لڑتے شہید ہو گیا۔ بے شک اس کی شہادت کے باوجود سپین میں مسلمانوں کی حکومت تو قائم نہ رہ سکی مگر اس کا نام ہمیشہ کے لئے زندہ رہ گیا۔ اور موت اُسے نہ مٹا سکی...... لیکن کبھی سپین کے حالات کا میں مطالعہ نہیں کرتا یا کبھی ایسا نہیں ہوا کہ یہ باتیں میرے ذہن میں آئی ہوں اور اس جرنیل کے لئے دُعائیں نہ نکلی ہوں۔ اس کے خون کے قطرے آج بھی سپین کی وادیوں میں ہم کو آوازیں دیتے ہیں کہ آؤ اور میرے خون کا انتقام لو۔ بے شک وہ بہادر جرنیل مرگیا۔ مگر مرنا ہے کیا؟ کیا یوں لوگ نہیں مرتے؟......

آج بھی اس کی کشش ہمیں سپین کی طرف بلا رہی ہے اور اگر مسلمانوں کی غیرت قائم رہی اور جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت سے ظاہر ہوتا ہے کہ نہ صرف قائم رہے گی بلکہ ترقی کرے گی اور پہلے سے بھی بڑھ کر ظاہر ہوگی۔ تو وہ دِن دُور نہیں جب اس جرنیل کے خون کے قطروں کی پکار اس کی جنگلوں میں چلّانے والی رُوح اپنی کشش دِکھائے گی۔ اور سچے مسلمان پھر سپین پہنچیں گے۔ اور وہاں اِسلام کا جھنڈا گاڑ دیں گے۔ اُس کی رُوح آج بھی ہمیں بُلا رہی ہے۔ اور ہماری رُوحیں بھی یہ پکار رہی ہیں کہ اَے شہیدِ وفا! تم اکیلے نہیں ہو۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دِین کے سچے خادم منتظر ہیں۔ جب خدا تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے گی وہ پروانوں کی طرح اس مُلک میں داخل ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نور کو وہاں پھیلائیں گے۔"

(الفضل ۶ر ہجرت ۱۳۲۳ ہش مطابق ۶ر مئی ۱۹۴۴ء صفحہ ۴)

حضرت مصلح موعودؓ کے ذریعہ کلام اللہ کے مرتبہ کا اظہار

از مکرم الحاج مولانا بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی ۔ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الہامات سے جو پسر موعود اور مصلح موعود کے بارے میں ہیں یہ واضح ہوتا ہے کہ خدائی منشاء یہ تھا کہ مسیح موعود کے دور کو لمبا کیا جائے ۔ تا کہ اس زمانہ میں جبکہ دجّالی اور طاغوتی طاقتیں اپنے عروج پر ہیں ۔ اور اسلام پر حملہ آور ہیں ، مسیحی صفت نفوس کے ذریعہ ان کا تریاق مہیّا کیا جائے ۔ اور مسیح موعودؑ کی برکات کا نور مختلف ملکوں اور قوموں میں پھیل جائے ۔ چنانچہ مصلح موعود کی پیشگوئی کی اہم غرض بھی یہی تھی کہ جب مسیح موعود علیہ السلام کی طبعی عمر پوری ہو جائے تو آئندہ اس مشن کو ایک مسیحی نفس وجود کے ذریعہ مکمل کیا جائے ۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

”خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا جس میں روح القدس کی برکات پھونکوں گا ۔ وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہوگا ۔ گویا خدا آسمان سے نازل ہوا “

(تحفہ گولڑویہ)

[illegible] مصلح موعود کی الہامی پیشگوئی میں یہ الفاظ بھی درج ہیں :-

”تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے “

جماعت کا یہ ایمان اور یقین ہے کہ مصلح موعود کی پیشگوئی کے مصداق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرزند ارجمند حضرت محمودؓ ہیں ۔ جن کی پیدائش الہامات الٰہی کے مطابق ۱۸۸۹ء میں ہوئی ۔ اور نصف صدی سے زیادہ عرصہ تک آپؓ نے جماعت احمدیہ کی قیادت فرمائی ۔

آپؓ کی سیرت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے ذریعہ سے کلام اللہ کا مرتبہ نہایت ہی عمدگی کے ساتھ ظہور پذیر ہوا ۔ قرآن مجید کے ساتھ نہ صرف آپ کو خاص لگاؤ تھا بلکہ اس مقدس اور بابرکت کلام الٰہی کے ساتھ آپ کو عشق تھا ۔ اس مقدس کتاب یعنی قرآن مجید کے حقائق و معارف کا دروازہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے کھول دیا تھا ۔ اور رُوحانی اور باطنی علوم سے آپ کو ایک وافر حصہ عطا فرمایا تھا ۔ قرآن مجید کے یہ علوم اور حقائق و معارف آپ نے کسی اُستاد سے حاصل نہیں کئے تھے بلکہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صدقے اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم لدنی عطا فرمایا تھا ۔ آپ کے درس ہائے قرآن مجید اور رقم فرمودہ تفسیر کبیر اور تفسیر صغیر اس حقیقت پر شاہد ناطق ہیں ۔

اس مختصر مضمون میں مَیں اس بارے میں ایک عالم ، محقق اور ادیب کی رائے پیش کرنے پر اکتفا کروں گا ۔ میری مراد علامہ نیاز فتحپوری سے ہے ۔ موصوف نے تفسیر کبیر کی ایک جلد مطالعہ کرنے کے بعد یہ رائے تحریر کی کہ :-

”تفسیر کبیر جلد سوم آجکل میرے سامنے ہے ۔ اور میں اسے بڑی نگاہ غائر سے دیکھ رہا ہوں ۔ اس میں شک نہیں کہ مطالعہ قرآن کا ایک بالکل نیا زاویۂ فکر آپ نے پیدا کیا ۔ اور یہ تفسیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے پہلی تفسیر ہے جس میں عقل و نقل کو بڑے حسن سے ہم آہنگ دکھایا ہے ۔ آپ کی تبحّر علمی آپ کی وسعت نظر ، آپ کی غیر معمولی فکر و فراست ، آپ کا حسن استدلال اس کے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے ۔ اور مجھے افسوس ہے کہ مَیں کیوں اس وقت تک اس سے بے خبر رہا ۔ کاش کہ مَیں اس کی تمام جلدیں دیکھ سکتا ۔ کل سورہ ہود کی تفسیر میں حضرت لوطؑ پر آپ کے خیالات معلوم کرکے جی پھڑک گیا ۔ اور بے اختیار یہ خط لکھنے پر مجبور ہو گیا ۔ آپ نے هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِی کی تفسیر کرتے ہوئے عام مفسرین سے جدا بحث کا جو پہلو اختیار کیا ہے ۔ اس کی داد دینا میرے امکان میں نہیں ۔ خدا آپ کو تا دیر سلامت رکھے “

حضرت مصلح موعودؓ کو جو علم قرآن دیا گیا ۔ اور کلام اللہ کا جو مرتبہ آپ نے ظاہر فرمایا اس کا ایک رنگ یہ بھی ہے کہ آپ نے مختلف مواقع پر علماء کو تفسیر قرآن میں مقابلہ کا چیلنج دیا ۔ مگر کسی کو اس چیلنج کے قبول کرنے کی جرأت اور ہمت نہیں ہوئی ۔ حضور فرماتے ہیں :-

” مَیں نے قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھا اور اس سے فائدہ اُٹھایا اور اب اس قابل ہُوا کہ تمام مخالف علماء کو چیلنج دیتا ہوں کہ کوئی آیت لیکر مجھ سے تفسیر کلام الٰہی میں مقابلہ کریں ۔ مَیں انشاء اللہ تائید الٰہی سے اس کے ایسے معنی بیان کروں گا کہ تمام دُنیا حیران رہ جائے گی “

(بحوالہ مصباح ۱۵ فروری ۱۹۳۰ء)

ایک دُوسرے موقع پر فرماتے ہیں :-

” قرعہ نکال کر کوئی مقام نکال لو اگر یہ نہیں تو جس مقام پر تم کو زیادہ عبور ہو بلکہ یہاں تک کہ تم ایک مقام پر جتنا عرصہ چاہو غور کر لو ۔ اور مجھے نہ بتاؤ ۔ پھر میرے مقابلہ میں آکر تفسیر لکھو ۔ دُنیا فوراً دیکھ لے گی کہ علوم کے دروازے مجھ پر کھلتے ہیں یا ان پر “ ۔

(الفضل ۷ مارچ ۱۹۳۰ء)

۱۹۴۴ء میں دہلی میں آپ نے اپنے آپ کو مصلح موعود والی پیشگوئی کا مصداق قرار دینے کے بعد ایک جلسہ عام میں جو گاندھی گراؤنڈ میں منعقد ہُوا تھا ۔ معارف قرآنیہ بیان کرنے کے بارہ میں اپنا چیلنج دُہرایا ۔ راقم الحروف اس جلسے میں موجود تھا اور آج بھی میرے کانوں میں حضور کے وہ الفاظ گونج رہے ہیں ۔ آپ نے نہایت ہی جلال میں فرمایا :-

” اب بھی مَیں یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ بے شک ہزار عالم بیٹھ جائیں اور قرآن مجید کے کسی حصہ کی تفسیر میں میرا مقابلہ کریں ۔ مگر دُنیا یہ تسلیم کرے گی کہ میری تفسیر ہی حقائق و معارف اور رُوحانیت کے لحاظ سے بے نظیر ہے “

۱۸ اپریل ۱۹۳۴ء کو آپ نے لائل پور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا :-

” مجھے بھی قرآن کریم کے ایسے معارف عطا کئے گئے ہیں کہ کوئی شخص خواہ کسی علم کا جاننے والا ہو اور کسی مذہب کا پیرو ہو ۔ قرآن کریم پر جو چاہے اعتراض کرے ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مَیں اس قرآن سے ہی اس کا جواب دُوں گا مَیں نے بارہا دُنیا کو چیلنج کیا ہے کہ معارف قرآن میرے مقابلہ میں لکھو ۔ حالانکہ مَیں کوئی مامور نہیں ہوں ۔ مگر کوئی اس کے لئے تیار نہیں ہوا ..... میرا دعویٰ یہ ہے کہ مَیں نئے معارف بیان کروں گا “

(تبلیغ حق ص ۶۵)

علوم قرآن میں آپؓ کے تفوّق کا ایک زمانہ بھی قائل ہے ۔ مولوی ظفر علی خاں کو جو احمدیت کے سخت مخالف تھے ایک موقع پر مخالف احمدیت گروہ کو مخاطب کرتے ہوئے اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑا ۔ آپ نے کہا :-

” کان کھول کر سنو ۔ تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے ۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے اور قرآن کا علم ہے تمہارے پاس کیا دھرا ہے ۔ ...... تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا “

(سوانح مولانا ظفر علی از ظہر ص ۱۹۶)

الغرض اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق جو یہ فرمایا تھا کہ اس کے ذریعہ کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر ہوگا ، پوری آب و تاب سے پورا ہو چکا ہے ۔

قرآن کریم کے سینکڑوں اور ہزاروں مضامین ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے القاء اور الہام کے طور پر آپ کو سکھائے ۔

(بحوالہ تفسیر کبیر جلد ۶ ص ۳۸۶)

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ حضورؓ کے فیوض سے دُنیا کو بہرہ ور کرے ۔ اور تمام دُنیا قرآنی انوار سے منوّر ہو جائے ۔

اٰمِیْن یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حضرت مصلح موعودؓ بحیثیت ایک عظیم قومی معمار

از مکرم الحاج مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر امور عامہ صدر انجمن احمدیہ قادیان

پیشگوئی مصلح موعود ۱۸۸۶ء میں فرزند موعود کے اوصافِ حمیدہ یوں بیان کئے گئے ہیں :-

"وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دِل کا حلیم - اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا ..... اور خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہوگا"۔

یہ وہ اوصاف و مناقب ہیں جو ایک قومی قائد اور رُوحانی معمار کے اندر پائے جانے چاہئیں - جب ہم حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے پاکیزہ سوانح و سیرت پر کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں اقرار و اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ واقعی سیدنا محمودؓ کی ذات ستودہ صفات ان بے نظیر صلاحیتوں اور استعدادوں کی مالک تھی - اور آپ کی زندگی میں اسلام کی خدمت و اشاعت اور جماعت احمدیہ کی ترقی و استحکام کے لئے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے گئے جو احمدیت کی تاریخ میں روشن و درخشندہ ہیں - ع

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

ایک رُوحانی قائد اور قومی معمار کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی جماعت کے قیام کے نصب العین کو ہمیشہ قوم کے سامنے رکھے - اور پھر اُس مقصد کے حصول اور تکمیل کے لئے قوم کے اذہان کو تیار کرے اور مسلسل جد وجہد اور قربانیوں کے ذریعہ سے قوم کو کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کردے - یہ سب کچھ حاصل نہیں ہوسکتا جب تک خدا کا سایہ ایسے قائد کے سر پر نہ ہو - یہ ایک حقیقت ہے کہ جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد الہام الٰہی میں "یحیی الدین ویقیم الشریعۃ" احیائے دین اور قیام شریعت ہے - حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری عمر اس مقصد اعلیٰ کی راہ میں جد وجہد میں گزری اور ایک کامیاب رُوحانی جرنیل کی حیثیت میں دُنیا سے رخصت ہوئے - جب کہ کئی لاکھ کی جماعت آپ کے بعد اس رُوحانی مقصد کو پروان چڑھانے کے لئے قائم ہو چکی تھی - آپ کے وصال پر اپنوں نے اور غیروں نے اعتراف کیا کہ واقعی آپ اپنے مقصدِ بعثت میں کامیاب و کامران ہوئے - اور آپ کے بعد اس روحانی جد وجہد کو جاری رکھنے کے لئے خلافت کا نظام جاری ہوگیا - اور اس خلافتِ احمدیہ کے زیر قیادت جماعت اپنے نصب العین کے حصول کے لئے رواں دواں ہے - اور سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی زندگی تو قومی تعمیر و ترقی کے کاموں کے لئے وقف رہی - حضور کے دِل میں خدمتِ اسلام کا وہ بے پناہ جذبہ تھا کہ جب آپ ابھی گیارہ سال کی عمر کے ہی تھے تو آپ اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دردمندانہ دُعا کرتے ہیں :-

"اسلام کا جو کام بھی ہو میرے ہاتھ سے ہو - پھر اتنا ہو کہ قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ ہو جس میں اسلام کی خدمت کرنے والے میرے شاگرد نہ ہوں"۔

(الحکم جوبلی نمبر ۲۸ دسمبر ۱۹۳۹ء)

حضرت مصلح موعودؓ کا زرّین عہدِ خلافت

۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو سیدنا مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ تختِ خلافت پر متمکن ہوئے - آپ کا عہدِ خلافت ۵۰ سال سے زائد عرصہ تک ممتد ہے - آپ کا عہدِ خلافت متذکرہ بالا دردمندانہ دُعا کا مظہر ہے - حضورؓ کے عہدِ خلافت میں جماعتِ احمدیہ خطرناک آزمائشوں اور امتحانوں میں سے گزری - اندرونی و بیرونی فتنے پیدا ہوئے - مگر ان داخلی اور خارجی ابتلاؤں کے باوجود آپ کی رُوحانی بصیرت اور مصلحانہ قیادت کے نتیجہ میں نہ صرف یہ جماعت قائم رہی بلکہ اس کی جڑیں مضبوط ہوئیں اور اس کی شاخیں اکنافِ عالم میں پھیل گئیں - اور جماعت کو ایک بین الاقوامی حیثیت حاصل ہو سکی کہ آج اس جماعت پر سُورج غروب نہیں ہوتا - اور دُنیا بھر میں خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام کا ڈنکا بج رہا ہے - اور تبلیغی دنیا میں اسلام کے خدمت گزاروں کی جماعت ایک شاندار مقام رکھتی ہے -

تبلیغ و تربیت کے منصوبوں میں ترقی

حضرت مصلح موعود کی ذاتِ گرامی ایک تاریخ ساز شخصیت ہے - آپ نے اپنے عہدِ خلافت میں نظامِ جماعت کو مضبوط و مستحکم کرنے کے لئے :-

۱ - نظارتوں کا قیام فرمایا اور پھر ان نظارتوں کے ماتحت مختلف صیغہ جات مقرر فرمائے تاکہ جماعتی نظم و نسق میں بہتری پیدا ہو -

۲ - باہمی تنازعات کے تصفیہ کے لئے دار القضاء کو مقرر فرمایا - تاکہ افرادِ جماعت کے تنازعات کا جماعت میں ہی فیصلہ ہو جائے - اور احباب جماعت کے اوقات اور روپیہ پیسہ عدالتوں کی نذر نہ ہوجائے -

۳ - جماعت کو تعلیم و تربیت کے اغراض کے لئے انصار اللہ - خدام الاحمدیہ - اطفال الاحمدیہ - لجنہ اماء اللہ - ناصرات الاحمدیہ کے شعبوں میں تقسیم کیا اور ہر شعبہ کے لئے ایک ضابطہ اور لائحہ عمل مقرر فرمایا - تاکہ افرادِ جماعت اپنی زندگیاں اسلامی اصولوں میں ڈھالیں - اور ان کا اچھا اسلامی نمونہ تبلیغی لحاظ سے خوشکن اثرات کا حامل ہو -

۴ - جماعت کے اہم معاملات (ملی - تربیتی و تبلیغی) پر غور و فکر کرنے کے لئے — "مجلس شوریٰ" کا اجراء فرمایا - تاکہ جماعتی امور کا فیصلہ کرنے کے لئے افرادِ جماعت کو بھی مشورہ دینے کا موقعہ دیا جائے - کیونکہ "لا خلافۃ الا بالمشورۃ" مگر آخری فیصلہ خلیفۂ وقت کے اختیار میں ہی ہے - کیونکہ آخری اتھارٹی وہی مبارک وجود ہے -

۵ - آپ نے اپنے عہدِ خلافت میں بیرونی ممالک میں تبلیغِ اسلام کے مراکز قائم کرنے کا پروگرام بنایا - اور آپ کے عہدِ خلافت میں بڑے بڑے ممالک میں قریباً ہر اہم مقام پر مشن قائم کئے گئے اور مساجد تعمیر ہونے لگیں - ہند و پاکستان کے علاوہ دُنیا کے مختلف ممالک میں اب تک ۳۱۱ مساجد تعمیر ہو چکی ہیں -

۶ - ۱۹۳۳-۳۴ء میں احرار نے جماعتِ احمدیہ کو مٹانے کا منصوبہ بنایا - مگر حضرت مصلح موعودؓ کی مصلحانہ قیادت نے نہ صرف جماعت کو اس فتنہ و شر کے اثرات سے محفوظ رکھا بلکہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی بشارت کے ماتحت اعلان فرمایا

"میں احرار کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکلتی دیکھتا ہوں"۔

اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے دُنیا نے ایسا ہی نظارہ دیکھا کہ احرار اپنے ناپاک عزائم میں ناکام و نامراد رہے اور آج تک اُن کے پاؤں زمین پر نہ ٹک سکے - دُوسری طرف اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمودؓ کے دِل پر "تحریک جدید" کا القاء فرمایا - اور اس کے نتیجہ میں جماعتِ احمدیہ کے مشن اور تبلیغی مراکز دنیا بھر میں پھیل گئے - اور تبلیغِ اسلام زمین کے کناروں تک پہنچ گئی -

۷ - ۱۹۴۷ء میں جب ہندوستان کی تقسیم عمل میں آئی اور جماعت احمدیہ کا دائمی مرکز قادیان بھارت میں رہا - تو یہ وقت جماعت کے لئے ایک زبردست آزمائش کا تھا - داغِ ہجرت کا الہام پورا ہوا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کی رُوحانی قیادت میں جماعت کو نہ صرف محفوظ رکھا بلکہ "ربوہ" میں نیا مرکز تعمیر کروا کر جماعت کو پھر ترقی و استحکام کے راستہ پر ڈال دیا - اور آج یہ ربوہ دنیا بھر میں تبلیغی و تربیتی مساعی کا مرکز ہے اور قوم کے معمار حضرت مصلح موعود کی قومی تعمیر کا ایک شاہکار ہے -

۸ - جماعت کے اندر کئی اندرونی فتنے برپا ہوئے مثلاً غیر مبائعین کا فتنہ - مستریوں کا فتنہ - مصری کا فتنہ - حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی اولاد کا فتنہ - اور نام نہاد حقیقت پسند پارٹی کا فتنہ - ان فتنہ پرور اور شر انگیز لوگوں کا اصل مقصد نظامِ خلافت کو کمزور کرنا تھا - مگر حضور رضی اللہ عنہ نے ان فتنوں کا آہنی عزم سے مقابلہ فرمایا - اور خلافت کے بابرکت نظام کی اہمیت کو جماعت کے افراد کے ذہنوں میں مضبوطی سے ایسا راسخ کردیا کہ انشاء اللہ قیامت تک اس جماعت میں خلافت احمدیہ حقہ کا سلسلہ جاری رہے گا - اور احبابِ جماعت اور اُن کی نسلیں اس خلافت کی برکات سے متمتع ہوتے رہیں گے - تعمیر قوم وقت کا یہ ایک عظیم الشان اور زرّین کارنامہ اور اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ خدا تعالیٰ کا سایہ آپ کے سر پر تھا - اور خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت آپؓ کے ساتھ تھی -

۹ - جماعت کے اندر عشقِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کرنے کے لئے غیر مسلموں کو اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے روشناس کرنے کے لئے اور پھر مختلف مذاہب میں باہمی خوشگوار تعلقات پیدا کرنے کے لئے اور جملہ پیشوایانِ مذاہب کی عزت و احترام قائم کرنے کے لئے حضور رضی اللہ عنہ نے سیرت النبیؐ اور سیرت پیشوایانِ مذاہب کے جلسوں کے انعقاد کا انتظام و انصرام فرمایا - اور ایسے جلسوں کا انعقاد بین الاقوامی تعلقات

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

حضرت مصلح موعودؓ کا جاری فرمودہ ہجری شمسی کیلنڈر

از مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد - ربوہ

حضرت مصلح موعود نے زندہ جاوید اور تاریخی کارناموں میں سے ایک ہجری شمسی کیلنڈر کا آغاز ہے۔ حضور سنہ مش ۱۳۱۷ ہش، سنہ ۱۹۳۸ء میں [illegible] کے مشہور سفر کے دوران [illegible] اور جنتر منتر دیکھتے تو [illegible] تہیہ کر لیا کہ اس بارہ میں کامل تحقیق کر کے عیسوی شمسی سنہ کی بجائے ہجری شمسی سنہ جاری کر دیا جائے۔ قادیان میں واپس آ کر حضور نے فوری قدم یہ اٹھایا کہ جنوری سنہ ۱۹۳۹ء کے شروع میں تقویم ہجری شمسی کی ترویج سے متعلق ایک کمیٹی قائم فرما دی۔ جس میں ہمارے موجودہ امام سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ [illegible] کے علاوہ مندرجہ ذیل بزرگ بھی نامزد فرمائے:۔

۱۔ حضرت سید میر محمد اسحٰق صاحب۔ (صدر کمیٹی)

۲۔ حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب جلالپوری۔

۳۔ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل۔

چونکہ حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کمیٹی کی تشکیل سے قبل ازخود ایک قمری تقویم تیار کر رہے تھے اس لئے ارکان کمیٹی کی طرف سے تقویم کا ڈھانچہ تجویز کرنے کا اہم فریضہ آپ ہی کے سپرد کیا گیا۔ آپ نے اس کا ایک خاکہ کمیٹی کے سامنے رکھ دیا۔ جو کمیٹی نے اپنی رائے کے ساتھ حضرت مصلح موعود کی خدمت میں پیش کیا۔ جس کی منظوری دیتے ہوئے حضور نے ارشاد فرمایا:۔

"مروجہ عیسوی کیلنڈر کا کوئی نیا سال جس روز سے شروع ہوگا اسی روز ہجری شمسی سال کا آغاز شمار ہوگا۔ اور سال کے دنوں کی تقسیم [illegible] مہینوں پر مروجہ عیسوی کیلنڈر کی طرح ہی ہوگی۔ اور لیپ سال بھی وہی شمار ہوں گے جو مروجہ عیسوی کیلنڈر میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اور پہلے ہجری شمسی سال کا آغاز بھی سنہ ۶۲۲ء کے آغاز کے وقت سے محسوب ہوگا۔ لیکن چونکہ عیسوی کیلنڈر کے سابقہ طریق شمار میں غلطی سے ہر صدی میں لیپ کے ۲۵ سال گنے جاتے تھے اور سالویں صدی کے آغاز کے وقت تک اس غلطی کی وجہ سے تین دن زائد شمار ہو چکے تھے اس لئے اس سنہ ہش (ہجری شمسی) کے آغاز کے دن کی عیسوی تاریخ یکم جنوری سنہ ۶۲۲ء سے نہیں بلکہ ۲۹ دسمبر سنہ ۶۲۱ء محسوب ہوگی۔ اور چونکہ اس کے بعد بھی سنہ ۱۵۸۲ء تک یہ غلط طریق شمار برابر جاری رہا اس لئے یہ فرق بڑھتا چلا گیا۔ اور سولھویں صدی عیسوی میں دس دن تک پہنچ گیا۔ اور سنہ ۱۵۸۲ء میں آ کر اس غلطی کی اصلاح کی طرف توجہ کی گئی۔ مگر وہ بھی بیک وقت نہیں بلکہ مختلف ممالک میں سنہ ۱۵۸۲ء سے لے کر تقریباً ساڑھے تین سو سال کے لمبے عرصہ میں مختلف اوقات میں مختلف طریقوں سے اس کی اصلاح کی گئی حتیٰ کہ بعض اقوام نے اب بیسویں صدی میں آ کر اس اصلاح کا اجراء کیا ہے۔ جبکہ یہ فرق تیرہ دن تک پہنچ چکا تھا۔ ہاں اب چونکہ اس فرق کا ازالہ کیا جا چکا ہے اس لئے مروجہ عیسوی کیلنڈر کے کسی سال اور کسی مہینہ کے آغاز کے دن اور اس کے مقابل کے ہجری شمسی سال اور مہینہ کے آغاز کے دن میں اب کوئی فرق نہ ہوگا۔ اور سنہ ۱۳۱۹ ہش کے آغاز کا دن وہی محسوب ہوگا جو سنہ ۱۹۴۰ء کے آغاز کا دن تھا۔"

("الفضل" ۲۶ صلح سنہ ۱۳۱۹ ہش / ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۴۰ء)

حضور نے زمانہ نبوی کے واقعات کی روشنی میں اس نئے کیلنڈر کے مہینوں کے یہ نام تجویز فرمائے:۔ صلح (جنوری) تبلیغ (فروری) امان (مارچ) شہادت (اپریل) ہجرت (مئی) احسان (جون) وفا (جولائی) ظہور (اگست) تبوک (ستمبر) اخاء (اکتوبر) نبوت (نومبر) فتح (دسمبر)۔

اس مبارک ہجری شمسی کیلنڈر کا نفاذ جنوری سنہ ۱۹۴۰ء سے عمل میں آیا اور آج تک دنیائے احمدیت میں پورے جوش و خروش سے رائج ہے۔

قرنِ اوّل کے مسلمان بادشاہوں میں یہ خیال شدت سے اٹھا کہ ہجری قمری کی طرح ہجری شمسی بھی ہونی چاہیئے۔ چنانچہ تاریخ سے ثابت ہے کہ خلفائے عباسیہ مثلاً ہشام بن عبدالملک، ہارون رشید، معتضد باللہ، متوکل، الطائع للہ نے ہجری شمسی تقویم جاری کرنے کی پے در پے کوششیں کیں۔ مگر اس میں بعض رکاوٹیں پیدا ہو گئیں۔ ازاں بعد دولت عثمانیہ نے سنہ ۱۲۰۹ھ میں تقویم بنائی مگر وہ بھی رائج نہ ہو سکی۔ ہندوستان میں سلطنت خداداد میسور کے آخری تاجدار سلطان ابوالفتح فتح علی ٹیپو رحمۃ اللہ علیہ (ولادت سنہ ۱۷۵۲ء وفات سنہ ۱۷۹۹ء) نے ہجری شمسی تقویم کی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے ایک نئی تقویم تیار کی۔ (تاریخ سلطنت خداداد)

سلطان شہیدؒ نے حروف ابجد کے حساب سے بارہ مہینوں کے حسب ذیل نام رکھے:۔

احمدی، بہاری، جعفری، دارائی، ہاشمی، واسعی، زبرجدی، حیدری، طلوعی، یوسفی، یازدی، بیاسی۔

بحساب ابتث انہی مہینوں کو بالترتیب مندرجہ ذیل ناموں سے موسوم کیا:۔

احمدی، بہاری، تقی، ثمری، جعفری، حیدری، خسروی، دینی، ذکری، رحمانی، راضی، ربّانی۔

سلطان ٹیپو کی شہادت کے بعد یہ تقویم بھی جاری نہ رہ سکی۔ بیسویں صدی عیسوی کے نصف اوّل میں رضا شاہ پہلوی نے ایران میں ہجری شمسی تقویم کا اجراء کیا۔ جو اب تک ایران میں سرکاری سطح پر مروّج ہے۔ ("انسائیکلوپیڈیا" زیر لفظ کیلنڈر۔ جلد ۴ صفحہ ۶۲۶ ایڈیشن سنہ ۱۹۷۲ء)۔ لیکن خصوصی امتیاز صرف اور صرف حضرت مصلح موعودؓ کے رائج کردہ مبارک کیلنڈر ہی کو حاصل ہے کہ وہ کسی حکومت کی پشت پناہی پر نہیں۔

جماعت میں اس کیلنڈر کی تنفیذ کے بہت عرصہ بعد سعودی عرب پریس نے بھی اس کی ضرورت کو محسوس کیا۔ جس کا علم اچانک مجھے اس وقت ہوا جب ستمبر سنہ ۱۹۷۴ء میں جدہ کے اخبار "البلاد" کے صفحہ اوّل پر اس کا استعمال پہلی بار دیکھنے میں آیا۔ اب چھ سال بعد یہ دیکھ کر مسرت ہوئی کہ پاکستانی صحافت میں بھی اس کے حق میں پُرزور آواز بلند ہونی شروع ہو گئی ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں جناب پروفیسر حمزہ نعیم صاحب کا ایک فکر انگیز مقالہ اخبار "امروز" مورخہ ۳ دسمبر سنہ ۱۹۸۰ء میں چھپا ہے۔ جس کے بعض ضروری اقتباس ہدیۂ قارئین ہیں:۔

"ہمارے دفتری اور دنیوی امور پر اس وقت جو شمسی سال چھایا ہوا ہے اور جسے عیسوی یا میلادی سال کہا جاتا ہے۔ ا سے یورپ والوں نے جاری کیا۔ سمت بکرمی ہندوؤں کا شمسی سال ہے۔ جو ۵۶ سال قبل مسیح شروع ہوتا ہے ...... مسلمانوں نے ابھی تک اپنا شمسی سال قائم نہیں کیا۔ شمسی سال چونکہ طبعی ہے اس لئے اس کے رواج کی اشد ضرورت ہے۔ قمری سال مذہبی امور اور تہواروں کے لئے اور شمسی سال اقتصادی، مالی اور زرعی معاملات کے لئے اختیار کرنا ضروری ہے ...... شمسی ہجری سال ۲۱ ستمبر سنہ ۶۲۲ء اوّل یوم ہجرت سے شروع کیا جائے اور ہر شمسی ہجری سال ۲۱ ستمبر کو شروع ہوگا۔ پہلے سات ماہ تیس دن کے آخری پانچ ماہ اکتیس دن کے شمار کئے جائیں تین سال ۳۶۵ دن کے اور چوتھا لیپ کا سال ۳۶۶ دن کا ہوگا۔ لیپ کا سال وہی ہوگا جو چار پر پورا تقسیم ہو جائے۔ پھر ۱۲۸ سال بعد جو لیپ کا سال ہو وہ ۳۶۵ دن کا ہی شمار ہوگا۔ اس کو سنہ شمسی ہجری کی بجائے سن محمدی بھی کہہ سکتے ہیں ......

ان امور پر حکومت پاکستان کے ارباب علم و حکمت خصوصاً ادارہ تحقیقات اسلامی غور کرے۔ وہاں بڑے فاضل لوگ موجود ہیں۔ دنوں کے نام بدلنا تو سہل ہے کہ عربی یا فارسی نام اپنا لئے جائیں۔ البتہ شمسی ہجری کیلنڈر اور اس کے مہینوں کے ناموں کا تعین اور ان کا رائج کرنا ایک انقلابی قدم ہوگا۔ اب وقت آ گیا ہے کہ مسلمانوں کا بھی ایک اپنا شمسی کیلنڈر ہو۔ جو امتیازی روح کا حامل ہو۔ بالکل اسی طرح جیسے قمری (ہجری) کیلنڈر ایک امتیازی شان کا حامل ہے۔"

(روزنامہ امروز مورخہ ۳ دسمبر سنہ ۱۹۸۰ء صفحہ ۳، ۲)

آسمانی نظام کی یہ کتنی بھاری کرامت ہے کہ شمسی ہجری کیلنڈر کی طرف ہمارے ملک کے دانشوروں اور مفکروں کی توجہ اب پندرھویں صدی ہجری کے آغاز پر ہوئی ہے مگر جماعت احمدیہ چالیس سال قبل یہ انقلاب انگیز دینی قدم اٹھا چکی ہے۔ اور اس کی برکات سے معمور ہو کر اسلام کی شاہراہِ علم و معرفت پر نہایت برق رفتاری سے گامزن ہے۔

فالحمد للہ علیٰ احسانہٖ

؎ کام اس فرقۂ زہاد سے اٹھا نہ کوئی
کچھ ہوئے تو یہی رندانِ قدح خوار ہوئے

ہر احمدی کا دل اس یقین سے لبریز ہے کہ جب تک گردش لیل و نہار قائم ہے حضرت مصلح موعودؓ کا یہ تجویز فرمودہ کیلنڈر بھی جاری رہے گا۔ نیز یہ کہ مستقبل کا ہر اسلامی مؤرخ حضورؓ کے اس عظیم الشان کارنامہ کو آب زر سے تاریخ کے اوراق میں درج کرے گا۔

(تلخیص از الفضل ربوہ مورخہ ۱۳ دسمبر سنہ ۱۹۸۰ء)

"وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا!!"

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب۔ مبلغ سلسلہ احمدیہ مدراس

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں جو بشارات حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں شائع فرمائی تھیں ان میں سے ہر ایک بشارت اپنے اندر ایک بہت گہرا اور وسیع مضمون رکھتی ہے۔ یہ تمام بشارات جہاں خدا تعالیٰ کی ہستی کا زندہ ثبوت ہیں وہاں اسلام اور احمدیت کی صداقت کے روشن دلائل بھی مہیا کرتی ہیں۔ اس وقت حضرت مصلح موعودؓ کے بارے میں صرف ایک ہی الہامی فقرہ "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا" کے زیر عنوان اختصار کے ساتھ کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

قرآن مجید کی تین عظیم الشان پیشگوئیاں

قرآن کریم میں تین جلیل القدر فرزندوں کے بارے میں تین عظیم الشان بشارات پائی جاتی ہیں اور عجیب اتفاق ہے کہ ان تینوں پیشگوئیوں کی تکمیل بظاہر ناممکن نظر آتی ہے تاہم وہ نہایت شان سے پوری ہوئی ہیں۔ قرآن مجید میں بیان فرمودہ ان تینوں پیشگوئیوں کو پیشگوئی مصلح موعود چار میں بدل دیتی ہے

پہلی قرآنی بشارت

پہلی بشارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک جلیل القدر فرزند کی ملتی ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ ولقد جاءت رسلنا ابراھیم بالبشریٰ حضرت ابراہیم کے پاس بشارت لیکر ہمارے پیغامبر پہنچے..... فبشرناھا باسحٰق ہم نے ان پیغامبروں کے ذریعہ، حضرت ابراہیم کی بیوی کو ایک فرزند اسحٰق کی بشارت دی۔ اس وقت انہوں نے کہا۔ یاویلتیٰ ءالد وانا عجوز وھٰذا بعلی شیخا ان ھٰذا لشیٔ عجاب ہائے افسوس! کیا میں بچہ جن سکتی ہوں جبکہ میں بوڑھی ہو چکی ہوں۔ اور میرا خاوند بوڑھاپے کی حالت میں ہے (ایسی حالت میں بچہ ہونا) یقیناً عجیب بات ہوگی۔ قالوا اتعجبین من امر اللہ رحمت اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت انہ حمید مجید۔

(اس وقت اُن پیغمبروں نے) کہا۔ کیا تو اللہ تعالیٰ کی بات پر تعجب کرتی ہے۔ اہل بیت! تم پر خدا کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہونے والی ہیں۔ (اس لئے تمہیں تعجب کرنے کی ضرورت نہیں) خدا تعالیٰ بہت قابل تعریف اور عظیم الشان مالک ہے (سورۃ ہود ۷۳ - ۷۰)

مذکورہ آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم کے بوڑھاپے اور آپ کی بیوی کے بانجھپن کی وجہ سے انہیں بچہ کی پیدائش بظاہر ناممکن نظر آ رہی تھی لیکن خدا تعالیٰ کی بشارات کے مطابق ان کے ہاں ایک جلیل القدر فرزند یعنی حضرت اسحٰق پیدا ہوئے۔

دوسری بشارت

خدا تعالیٰ حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا قبول کرتے ہوئے انہیں فرزند یحییٰ کی بشارت دیتا ہے اس بشارت کی بھی تکمیل بظاہر ناممکن نظر آ رہی تھی جیسا قرآن مجید کہتا ہے۔ یا زکریا انا نبشرک بغلام اسمہ یحییٰ لم نجعل لہ من قبل سمیا (خدا تعالیٰ کے فرشتوں نے آکر یہ بشارت دی کہ) اے زکریا! ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں۔ اس موعود فرزند کا نام زکریا ہوگا۔ اس قسم کا نام اس سے قبل ہم نے کسی کا بھی نہیں رکھا تھا۔ اس وقت زکریا نے کہا۔ رب انیٰ یکون لی غلام وکانت امرأتی عاقرا وقد بلغت من الکبر عتیا۔ خدایا میرے ہاں لڑکا کس طرح پیدا ہو سکتا ہے جبکہ میری بیوی خود بانجھ ہے اور میں بوڑھاپے کی انتہائی حد کو پہنچ چکا ہوں (مریم آیت ۸، ۹)

یہاں بھی حضرت زکریا علیہ السلام اپنے ہاں فرزند کا ہونا ناممکن قرار دیتے ہیں۔ پھر بھی بشارت الٰہی کے مطابق حضرت یحییٰ پیدا ہوتے ہیں۔

تیسری بشارت

قرآن مجید میں موعود فرزند کے بارے میں تیسری پیشگوئی حضرت مریم کو ملتی ہے یہ پیدائش بھی ناممکن نظر آ رہی تھی۔ اس لئے کہ حضرت مریم نے اس وقت شادی ہی نہیں کی تھی۔ چنانچہ قرآن کہتا ہے۔ یا مریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح ابن مریم۔ مریم! خدا تعالیٰ تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتا ہے جس کا نام عیسیٰ ابن مریم ہوگا۔ یہ بشارت سن کر حضرت مریم فرماتی ہیں:-

رب انیٰ یکون لی ولد ولم یمسسنی بشر۔ کہ خدایا میرے ہاں بچہ کس طرح پیدا ہو سکتا ہے جبکہ (میری شادی ہی نہیں ہوئی ہے) اور نہ ہی مجھے کسی مرد نے چھوا ہے۔ (آل عمران ۴۶ --- ۴۸)

باوجود بظاہر ناممکن حالات کے حضرت مریم کے ہاں حضرت عیسیٰ پیدا ہوتے ہیں اس طرح حضرت ابراہیمؑ، حضرت زکریا اور حضرت مریمؑ اپنے حالات کے پیش نظر اپنے ہاں اولاد کا ہونا ناممکن اور عجیب خیال فرماتے تھے لیکن ان ناممکن حالات کے باوجود خدا تعالیٰ اپنی قدرت نمائی کا اظہار فرماتا ہے اور ان کے ہاں بشارتوں کے مطابق جلیل القدر فرزند پیدا ہوتے ہیں۔

چوتھی بشارت

قرآن مجید میں بیان فرمودہ ان تین پیشگوئیوں کو چار میں تبدیل کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک جلیل القدر فرزند کی بشارت ملتی ہے۔ "تجھے بشارت ہو کہ ایک پاک اور وجیہہ لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم اور تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ بشارت بھی بظاہر ناممکن حالت میں ملتی ہے جب آپ کو یہ بشارت ملی تو عرصہ دراز کی خلوت نشینی اور دنیا سے اعراض کرنے کی وجہ سے آپ کو جسمانی کمزوری اور قوت رجولیت کی کمی لاحق ہو گئی تھی اس وجہ سے آپ کے ذریعہ اولاد کا پیدا ہونا بظاہر ناممکن نظر آ رہا تھا۔ چنانچہ باذن الٰہی جب آپ شادی کرنے کے لئے قادیان سے دہلی تشریف لے جا رہے تھے تو آپ نے اپنے بعض قریبی صحابہ سے اس بات کا اظہار بھی فرمایا تھا لیکن خدا تعالیٰ نے یہاں بھی اپنی سابقہ بشارتوں کو پورا کرنے کے مطابق اپنی قدرت نمائی کا اظہار فرماتے ہوئے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے جلیل القدر اولاد پیدا فرمائی جن کے ذریعہ اس شجرۂ طیبہ کی سینکڑوں شاخیں پیدا ہوئیں جو تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا کی مصداق ہوئیں۔

غرضیکہ حضرت مصلح موعودؓ کا وجود اقدس قرآن مجید میں مذکور تینوں پیشگوئیوں کو چار میں تبدیل کرتے ہوئے تین کو چار کرنے والا ثابت ہوا۔

آپ کی پیدائش

آپ کی پیدائش میں بھی یہ پیشگوئی ثابت ہوتی ہے۔ آپ کے متعلق خدائی بشارت ۱۸۸۶ء میں ہوئی تھی۔ آپ کی پیدائش مذکورہ پیشگوئی کے انکشاف کے چوتھے سال یعنی ۱۸۸۹ء میں ظہور پذیر ہوئی۔

چوتھے فرزند

آپ کے تین بڑے بھائی تھے یعنی آپ کی پیدائش مرزا سلطان احمد صاحب مرزا فضل احمد صاحب اور مرزا بشیر احمد اوّل صاحب کے بعد چوتھے نمبر پر ہوئی۔

اسی طرح آپ کے بعد بھی تین بھائی ہوئے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ، حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ اور حضرت مرزا مبارک احمد صاحبؓ۔ گویا آپ کے چھوٹے اور بڑے بھائیوں کی نسبت سے اوپر سے شمار کئے جائیں اور نیچے سے شمار کئے جائیں تب بھی آپ کا وجود تین کو چار کرنے والا ثابت ہوتا ہے۔

جس طرح آپ پیدائش کے لحاظ سے بھی تین کو چار کرنے والے ثابت ہوئے وہ اس طرح کہ آپ اپنے چھوٹے تینوں بھائیوں کے بعد یعنی سب سے چھوٹے بھائی حضرت مرزا مبارک احمد صاحب پھر ان کے بڑے حضرت مرزا شریف احمد صاحب پھر ان سے بڑے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی وفات ہوئی۔ بے ترتیب وار تینوں چھوٹے بھائیوں کی وفات کے بعد چوتھے نمبر پر آپ کی وفات ہو جاتی ہے۔ اس لحاظ سے بھی آپ تین کو چار کرنے والے ثابت ہوئے

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی بیعت

اس پیشگوئی کا ایک اور ظہور ۲۵ دسمبر ۱۹۳۰ء کو حضرت مرزا سلطان احمد صاحب

باقی صفحہ ۱۰ پر

سوانح فضل عمرؓ کا ایک سنہری باب

تعلیم الاسلام سکول کے جاری رکھنے اور مدرسہ احمدیہ کے قیام میں

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تاریخی کردار

محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کی تصنیف "سوانح فضل عمرؓ" جلد اول سے ماخوذ!!!

"غالباً ۱۹۰۵ء کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے احباب سے مشورہ طلب فرمایا کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کو قائم کرنے کی جو غرض تھی اسے یہ مدرسہ پورا کر رہا ہے کہ نہیں اس پر مدرسہ کی انتظامیہ نے بعض مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے مدرسہ کو توڑ دینے کا مشورہ دیا اور اس پر بڑا اصرار کیا۔ باوجود اس کے کہ اس وقت حضرت صاحبزادہ صاحب کی عمر صرف ۱۶ برس تھی۔ آپؓ کی رائے بڑی عمر کے صاحب تجربہ منتظمین کی نسبت زیادہ پختہ اور باوزن ثابت ہوئی آپ نے اس بات کی بڑے پر مؤثر رنگ میں وکالت فرمائی کہ یہ مدرسہ بہرحال قائم رہنا چاہئیے اور مشکلات پر دوسرے ذرائع سے قابو پایا جا سکتا ہے آپ کے اس موقف پر آپ کی مخالف رائے رکھنے والے بعض دوستوں نے آپ کو انگریزیت کا دلدادہ ہونے کا طعنہ بھی دیا لیکن آپ اپنی رائے کی اصابت پر مصر رہے چونکہ حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کی رائے بھی آپ ہی کے موافق تھی لہذا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان دونوں کی رائے کو ترجیح دی اور بعض تبدیلیوں کے ساتھ مدرسہ تعلیم الاسلام کو قائم رکھنے کا فیصلہ فرمایا (الفضل یکم مئی ۱۹۲۸ء)

انہی دنوں مدرسہ احمدیہ کی بنیاد بھی پڑی اس کی تقریب یوں پیدا ہوئی کہ ۱۹۰۵ء میں سلسلہ کے دو زبردست عالم حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ اور حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمیؓ وفات پا گئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان کی وفات کا دوہرا صدمہ پہنچا۔ کچھ تو اس لئے کہ یہ دونوں اپنے تقویٰ، علم و فضل اور اسلام کے لئے ہمہ تن جانثاری میں بلند مقام رکھتے تھے اور کچھ اس لئے بھی کہ اتنے بلند پایہ علماء کی وفات سے ایک ایسا علمی خلاء پیدا ہوا جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ اس پہلو سے تشویش کا اظہار کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ جماعت میں سے اچھے اچھے لوگ مرتے جاتے ہیں مگر افسوس جو مرتے ہیں ان کا جانشین ہم کو کوئی نظر نہیں آتا۔ مدرسہ تعلیم الاسلام سے متعلق فرمایا مجھے مدرسہ کی طرف دیکھ کر بھی رنج ہی پہنچتا ہے کہ جو کچھ ہم چاہتے تھے وہ بات اس سے حاصل نہیں ہوئی اگر یہاں سے بھی طالب علم نکل کر دنیا کے طالب بننے تھے تو ہمیں اس کے قائم کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ دین کے خادم پیدا ہوں۔ چنانچہ تعلیم دین کی اس کمی کے پیش نظر آپ نے ارادہ ظاہر فرمایا کہ جماعت میں قادر الکلام اور خدمت دین کرنے والے علماء پیدا کرنے کا کوئی مستقل انتظام ہونا چاہئیے اور مدرسہ تعلیم الاسلام میں ایسی اصلاح ہونی چاہئیے کہ یہاں سے واعظ اور علماء پیدا ہوں۔ حضورؑ نے اس کے لئے احباب سے مشورہ کیا اور آخر طے پایا کہ فی الحال مدرسہ تعلیم الاسلام کی نگرانی میں ہی دینیات کی ایک شاخ کھول دی جائے۔ چنانچہ جنوری ۱۹۰۶ء میں یہ شاخ کھل گئی اور اس طرح اس کلاس کے اجراء سے پہلی دفعہ مدرسہ احمدیہ کی بنیاد پڑی (مکتوبات احمدیہ جلد ۳ صفحہ ۲۳۷)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت کے آغاز ہی میں بشدت یہ محسوس فرمایا کہ چونکہ مدرسہ کے قیام سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اولین خواہش یہ تھی کہ اعلیٰ پایہ کے علمائے ربانی پیدا ہوں اور اس وجہ سے دینی علوم کی تدریس کے لئے ایک الگ شاخ تعلیم الاسلام سکول میں قائم کی گئی تھی لہذا اس غرض کو باحسن پورا کرنے کے لئے ایک باقاعدہ علیحدہ درس گاہ کا قیام زیادہ مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ اسی غرض سے آپؓ نے ایک سب کمیٹی مقرر فرما دی جو حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب، نواب محمد علی خانصاحب، مولوی محمد علی صاحب اور مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پر مشتمل تھی۔ اس سب کمیٹی کے سپرد اس نئے دینی مدرسہ کے لئے قواعد و ضوابط اور لائحہ عمل تجویز کرنے کے علاوہ جملہ اخراجات کے لئے روپے کا انتظام کرنا بھی تھا حضرت صاحبزادہ صاحب اور بعض دوسرے احباب نے حضور کی اس تجویز کو پورے زور اور بڑی وضاحت کے ساتھ جماعت کے سامنے پیش کیا اور لکھا کہ یہ مدرسہ دنیا میں اشاعتِ اسلام کا ایک بھاری ذریعہ ہوگا اور اس کے چلانے کے لئے موزوں عمارت اور بہترین لائبریری کا ہونا ضروری ہے (بدر قادیان ۱۸ جون ۱۹۰۸ء)

ذرا زمانہ کی ستم ظریفی ملاحظہ فرمائیے کہ وہی بزرگان جو کل تک اس نوجوان کو انگریزیت کا طعنہ دے کر تعلیم الاسلام سکول کو بند کر دینے کے مشورے دے رہے تھے، اس واقعہ کے چند سال بعد ہی نیرنگِ زمانہ سے ایسے بدلے کہ اب اس نوجوان کی محض اس بناء پر مخالفت کرنے لگے کہ یہ ایک خالص دینی مدرسہ کے قیام کے لئے کوشاں تھے۔ چنانچہ ۱۵ نومبر ۱۹۰۸ء کو صدر انجمن احمدیہ کا ایک اجلاس لاہور میں جناب شیخ رحمت اللہ صاحب کے مکان پر منعقد ہوا اس اجلاس میں حضرت صاحبزادہ صاحب کو جو انجمن کے ممبر بلکہ میر مجلس تھے، مدعو نہیں کیا گیا۔ بہرحال صدر انجمن نے اپنے اس اجلاس میں بلا کسی خاص وجہ کے اپنے سابقہ فیصلے کے بالکل برعکس یہ ریزولیشن پاس کیا کہ اس مجلس کی رائے میں عربی مدرسہ کے لئے بغیر وظیفہ کے طالب علموں کا ملنا مشکل ہوتا ہے اور اس طرح پر مقصد دینی مدرسہ کا حاصل نہیں ہو سکتا۔ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ احمدی طلباء کو اعلیٰ درجہ کی مروجہ تعلیم وظائف دے کر دلائی جائے یا اُن کو خاص طور پر ڈاکٹری کے لئے تیار کیا جائے وغیرہ وغیرہ۔

حسب قرار داد یہ معاملہ ۲۶ دسمبر ۱۹۰۸ء بوقت شب انجمن ہائے احمدیہ کی کانفرنس کے اجلاس میں پیش کیا گیا کانفرنس کے اس اجلاس کی اطلاع بھی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو نہیں دی گئی۔ خواجہ کمال الدین صاحب، مولوی محمد علی صاحب، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب سید محمد حسین شاہ صاحب نے اجلاس سے خطاب کیا اور انجمن کے ۱۵ نومبر کے فیصلہ کی پُرجوش رنگ میں وکالت کی اور یہ تجویز پیش کی کہ تعلیمی وظائف بڑھا دئے جائیں تا احمدی نوجوان زیادہ سے زیادہ تعداد میں کالجوں میں جائیں اور پاس ہونے کے بعد ان میں سے جو دین کی خدمت کے لئے زندگی وقف کریں، انہیں ایک آدھ سال میں قرآن پڑھا کر مبلغ بنا دیا جائے (الفضل ۲۱ نومبر ۱۹۳۵ء)

جناب خواجہ کمال الدین صاحب کی تقریر خاص طور پر پُرجوش تھی انہوں نے اپنی تقریر میں کہا: ہماری جماعت بڑی عقلمند ہے وہ کسی چیز کا ضائع ہونا گوارہ نہیں کر سکتی۔ چونکہ انگریزی دان مبلغ چاہئیں، اس لئے مدرسہ دینیہ پر اس قدر خرچ کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس مدرسہ کے ذریعہ جو مبلغ تیار ہوں گے۔ دنیا ان کے متعلق یہی کہے گی کہ وہ روپیہ کی خاطر تبلیغ کر رہے ہیں لیکن اگر ہم اپنے نوجوانوں کو کالج میں تعلیم دلوائیں، کوئی ڈاکٹر بن جائے کوئی وکیل بن جائے، کوئی انجنیئر بن جائے، کوئی سائنس کی اعلیٰ ڈگری حاصل کرے تو لوگوں پر اس کا بڑا اثر ہوگا اور وہ کہیں گے کہ یہ اسلام کے کیسے جانثار خدام ہیں جو تنخواہ لئے بغیر تبلیغ اسلام کر رہے ہیں پس دینی تعلیم کا مدرسہ بند کر دیا جائے۔ اور نوجوانوں کو کالجوں میں تعلیم دلوائی جائے

خواجہ صاحب کی اس پُرجوش تقریر سے سامعین نے کافی اثر قبول کیا یہاں تک کہ بعید نہ تھا کہ اگر اس وقت رائے لی جاتی تو اکثر حاضرین مکرم خواجہ صاحب سے پوری طرح اتفاق کر جاتے جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا کہ علیحدہ دینی مدرسہ کا قیام تو درکنار، اسکول میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جاری فرمودہ دینی تدریس کی شاخ بھی بند کر دی جاتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہ تھا عین اس وقت جبکہ خواجہ صاحب کی فصاحت و بلاغت اپنے عروج پر تھی اور آپ کی تقریر اپنے اثر کے منتہا تک پہنچ چکی تھی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کسی سے صورتِ حال کا علم پا کر مجلس میں داخل ہوئے جب حاضرین مجلس کا یہ رنگ دیکھا اور یہ محسوس کیا کہ ذہن پوری طرح خواجہ صاحب کے طلسمِ خطابت کے اسیر ہو چکے ہیں تو یک دفعہ آپ کو اس فکر سے اپنے پاؤں تلے سے زمین نکلتی ہوئی دکھائی دی کہ اگر خدانخواستہ جماعت نے تدریس امور دینیہ کو بند کرنے کا فیصلہ دے دیا تو احمدیت کے مستقبل کا کیا بنے گا۔ بجلی کے کوندے کی طرح یہ وہم آپ کے دل میں آیا اور گزر گیا اور اچانک الٰہی تصرف نے آپ کے دل و دماغ کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں تھام لیا اور طبیعت ایک غیر معمولی قوت اور جوش سے بھر گئی تب آپ نے کھڑے ہو کر باآواز بلند حاضرین مجلس سے کچھ بولنے کی اجازت طلب کی۔ سوائے چند ایک

کہ ہر ایک نے بیک آواز کہا کہ ہاں ہاں! آپ ضرور بولئے۔ اس پر آپ نے بڑی متانت لیکن انتہائی درد انگیز لہجہ میں اپنی تقریر کا یوں آغاز فرمایا:-

"آپ نے جو فیصلہ کیا ہے یہ آپ کے خیال میں ٹھیک ہوگا۔ مگر ایک چیز ہے جو میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ ہمارے کام آج ختم نہیں ہو جائیں گے بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں سال تک ان کا اثر چلتا چلا جائے گا اور دنیا کی نگاہیں ان پر پڑیں گی اور اگر ہم کبھی کام کو چھپانا بھی چاہیں گے تو وہ نہیں چھپے گا بلکہ تاریخ کے صفحات پر ان واقعات کو نمایاں حروف میں لکھا جائے گا اس نقطۂ نگاہ کو مدنظر رکھتے ہوئے میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف پھیرنا چاہتا ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مرض الموت سے بیمار ہوئے تو آپ نے اپنی وفات سے کچھ دن پہلے ایک لشکر رومی حکومت کے مقابلہ کے لئے تیار کیا اور حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اس کا سردار مقرر فرمایا ابھی یہ لشکر روانہ نہیں ہوا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور سوائے مکہ اور مدینہ اور طائف کے سارے عرب میں بغاوت رونما ہو گئی اس وقت بڑے بڑے جلیل القدر صحابہؓ نے مل کر مشورہ کیا کہ اس موقع پر اُسامہؓ کا لشکر باہر بھیجنا درست نہیں کیونکہ ادھر سارا عرب مخالف ہے اُدھر عیسائیوں کی زبردست حکومت سے لڑائی شروع کر دی گئی تو نتیجہ یہ ہوگا کہ اسلامی حکومت درہم برہم ہو جائے گی چنانچہ انہوں نے ایک وفد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کیا اور درخواست کی کہ یہ وقت سخت خطرناک ہے اگر اُسامہؓ کا لشکر بھی عیسائیوں کے مقابلہ کے لئے چلا گیا تو مدینہ میں صرف بچے اور بوڑھے رہ جائیں گے اور مسلمان عورتوں کی حفاظت نہیں ہو سکے گی۔ اے ابوبکرؓ ہم آپ سے التجاء کرتے ہیں کہ آپ اس لشکر کو روک لیں اور پہلے باغیوں کا مقابلہ کریں جب ہم انہیں دبا لیں گے تو عیسائیوں کے مقابلہ پر اُسامہؓ کے لشکر کو بھیجا جا سکتا ہے اور چونکہ اب مسلمان عورتوں کی عزت و عصمت کا سوال بھی پیدا ہو گیا ہے اور خطرہ ہے کہ دشمن کہیں مدینہ میں گھس کر مسلمان عورتوں کی آبرو ریزی نہ کرے اس لئے آپ ہماری اس التجاء کو قبول فرماتے ہوئے جیشِ اُسامہؓ کو روک لیں اور اسے باہر نہ جانے دیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب وہ اپنی منکسرانہ حالت کا اظہار کرنا چاہتے تو اپنے آپ کو اپنے باپ سے نسبت دے کر بات کیا کرتے تھے کیونکہ ان کے باپ غریب آدمی تھے۔ اور چونکہ ان کے باپ کا نام ابو قحافہ تھا اس لئے اس موقعہ پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو جواب دیا وہ یہ تھا کہ کیا ابو قحافہ کا بیٹا خلافت کے مقام پر فائز ہونے کے بعد پہلا کام یہ کرے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو آخری مہم تیار کی تھی اُسے روک دے؟ پھر آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم! اگر کفار مدینہ کو فتح کر لیں اور مدینہ کی گلیوں میں مسلمان عورتوں کی لاشیں کتے گھسیٹتے پھریں تب بھی اس لشکر کو نہیں روکوں گا جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ کرنے کے لئے تیار کیا تھا۔ یہ لشکر جائے گا اور ضرور جائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ لوگوں کا بھی یہ پہلا اجتماع ہے آپ لوگ غور کریں اور سوچیں کہ آئندہ تاریخ آپ لوگوں کو کیا کہے گی تاریخ یہ کہے گی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایسے خطرہ کی حالت میں جبکہ تمام عرب باغی ہو چکا تھا اور جبکہ مدینہ کی عورتوں کی حفاظت کے لئے بھی کوئی مناسب سامان ان کے پاس نہ تھا اتنا بھی پسند نہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک تیار کئے ہوئے لشکر کو وہ روک لیں بلکہ آپ نے فرمایا کہ اگر دشمن مسلمان عورتوں کی لاشیں کتے گھسیٹتے پھریں تب بھی میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو منسوخ نہیں کروں گا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وفات سے ۲½ سال پہلے دسمبر ۱۹۰۵ء کے جلسہ سالانہ پر تمام جماعت کے دوستوں سے مشورہ لینے کے بعد جس دینی مدرسہ کو قائم فرمایا تھا اور جس کے متعلق یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ وہ مولوی عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی اور مولوی برہان الدین صاحبؓ جہلمی کی یادگار ہوگا اور سلسلہ کی ضروریات کے لئے علماء تیار کرنے کا کام اس کے سپرد ہوگا اسے مسیح موعودؑ کی جماعت نے آپ کے وفات پانے کے معاً بعد توڑ کر رکھ دیا کیونکہ جس طرح جیشِ اُسامہؓ کی تیاری کا کام خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اسی طرح مدرسۂ دینیات کا اجراء خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی آخری عمر میں فرمایا تھا۔

پس دنیا کیا کہے گی کہ ایک مامور کی وفات کے بعد تو اس کے متبعین نے اپنی عزتوں کا برباد ہونا پسند کر لیا مگر یہ برداشت نہ کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم باطل ہو مگر دوسرے مامور کے متبعین نے باوجود اس کے کہ ان کے سامنے کوئی حقیقی خطرہ نہ تھا اس کے ایک جاری کردہ کام کو اس کی وفات کے معاً بعد بند کر دیا۔ (تقریر جلسہ سالانہ ۲۸ر دسمبر ۱۹۱۶ء)

آپؓ کے اس پُرجوش اور رُوح پرور خطاب نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جادو کا سا اثر کیا اور لوگوں کے قلوب کو یکدم پلٹ کر رکھ دیا اور طبیعتوں میں ایک عظیم انقلاب برپا ہو گیا بعض حاضرین کی فرطِ رقت سے چیخیں نکل گئیں اور بکثرت پُرجوش آوازیں نکلنے لگیں کہ ہم حضرت صاحبزادہ صاحب کی رائے سے مکمل اتفاق کرتے ہیں اور ہرگز یہ رائے نہیں دیتے کہ مدرسۂ دینیہ بند کر دیا جائے۔ جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے جب مجلس کا یہ بدلا ہوا رنگ دیکھا تو فوراً کھڑے ہو کر فرمانے لگے کہ ہم حضرت میاں صاحب کی رائے کے خلاف نہیں ہیں دوستوں کو غلط فہمی رہ گئی ہے۔ ہمارا مقصد تو یہ ہے کہ دوسرے پہلوؤں پر بھی غور کیا جائے اور ابھی فیصلہ نہ کیا جائے بعد میں خط و کتابت کے ذریعہ مشورہ حاصل کر کے مناسب فیصلہ کیا جائے گا لیکن حاضرین نے خواجہ صاحب کے اس گریز کو کوئی وقعت نہ دی اور اپنے فیصلہ پر قائم رہے۔ بایں ہمہ کچھ عرصہ بعد اس بارہ میں جماعتوں سے جب دوبارہ بھی رائے طلب کی گئی تو ہر جماعت نے یہی لکھا کہ یہی فیصلہ درست تھا جو ہم قادیان میں کر آئے اور ہرگز کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں۔

قصہ مختصر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ شدید خواہش آخر پوری ہوئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دینی تعلیم کے انتظام کا جو بیج اپنے مبارک ہاتھوں سے بویا تھا وہ ایک علیحدہ منفرد درخت کی صورت میں قائم ہو اور پھولے پھلے اور قیامت تک اس کے ٹھنڈے سائے اور رنگ دار اور پھولوں اور پھلوں سے نوعِ انسانی کو فائدہ پہنچتا رہے اوائل ۱۹۰۹ء میں باقاعدہ اس مدرسہ کی بنیاد رکھ دی گئی اور نصاب کی تعیین و ترتیب کے لئے جو کمیٹی مقرر کی گئی اس میں بھی حضرت صاحبزادہ صاحب ممبر نامزد کئے گئے۔

(سوانح فضل عمر جلد اوّل صفحہ ۲۱۲ و صفحہ ۲۱۳)

وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا بقیہ صفحہ (۸)

کی بیعت کے ذریعہ ہوا آپ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حرم اوّل کے بڑے فرزند تھے اور عاشقِ خدا اور رسول اور عاشقِ قرآن تھے آپ پر احمدیت کی صداقت روزِ روشن کی طرح عیاں تھی لیکن بیعت کرنے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک سے لے کر خلافتِ ثانیہ کے ابتدائی پندرہ سال تک ہمیشہ حجاب حائل رہا جس کا اظہار آپ نے حضرت عرفانی الکبیرؓ سے بھی فرمایا تھا بالآخر جب آپ اپنی عمر کے آخری حصہ میں پہنچے تو آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو پیغام بھجوایا کہ آپ بیعت کرنا چاہتے ہیں چنانچہ حضورؓ نے اسی دن یعنی ۲۵ر دسمبر ۱۹۳۰ء کو آپ کی بیعت لے لی اس طرح حضرت مصلح موعودؓ کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تین جسمانی و روحانی فرزندوں میں چوتھے کا اضافہ ہوا۔

ایک نئے مرکز کا قیام: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد اور قادیان میں مرکزِ احمدیت کے قیام کے ذریعہ دنیا میں تین اسلامی مراکز موجود تھے یعنی مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور قادیان دارالامان اس کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے ایک اور اسلامی مرکز کا قیام ربوہ مقدسہ کے نام سے فرمایا آج یہ مرکز اکنافِ عالم میں تبلیغِ اسلام کا ایک نمایاں اور عظیم الشان مرکز بن چکا ہے۔ اس طرح بھی آپ کا وجود تین کو چار کرنے والا ثابت ہوا۔ اور یوں پیشگوئی کی یہ شق کئی جہت سے اسلام کی صداقت کا زندہ اور روشن نشان ثابت ہوئی۔

فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

ولادتیں

(۱) مکرم سید نفیس بخاری صاحب مقیم ابوظہبی کے ہاں مورخہ ۲۴ر نومبر ۱۹۸۰ء کو تیسرا لڑکا تولد ہوا ہے۔ لڑکے کا نام "وحید بخاری" تجویز ہوا ہے۔ (۲) اسی طرح مکرم سید سجاد احمد صاحب آف رانچی کی بیٹی عزیزہ روبینہ ناصر صاحبہ مقیم لندن کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مورخہ ۸/۱/۸۱ کو بیٹا عطا فرمایا ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولودین کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے اور نیک صالح و خادم دین بنائے آمین (امیر جماعت احمدیہ قادیان)

حضرت مصلح موعودؓ غیروں کی نظر میں!!

وَالْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ

مولانا ظفر علی خان ایڈیٹر "زمیندار"

مخالفین احمدیت کو مخاطب کر تے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

"کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے اور قرآن کا علم ہے۔ تمہارے پاس کیا دھرا ہے...... تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا...... مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اس کے اشارے پر اس کے پاؤں پر نچھاور کرنے کو تیار ہے...... مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں۔ مختلف علوم کے ماہر ہیں۔ دنیا کے ہر ملک میں اس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے۔"

(ایک خوفناک سازش مصنفہ مظہر علی اظہر صفحہ ۱۹۶)

اخبار "MADRID" اسپین

حضرت مصلح موعودؓ کے معرکۃ الآراء لیکچر (لاہور) بعنوان "اسلام کا اقتصادی نظام" پر تبصرہ کرتے ہوا لکھتا ہے:۔

"حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد مکمل طور پر اپنے لیکچر میں اسلام کی تعلیم اور اصولوں پر روشنی ڈالتے ہیں جو اس تدبر کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور اسلام کا اقتصادی نظام اس کی بنیاد ہے۔ آپ نے اسلامی نظام کا "کمیونزم" کے نظام سے نہایت شاندار طور پر فرق دکھایا ہے۔ مختصر یہ کہ کتاب حوالہ جات کے ساتھ صحیح طور پر اپنی اہمیت پیش کرتی ہے۔"

(مجریہ ۲۱۔ جولائی ۱۹۴۸ء)

نامور ادیب جناب ایم اسلم

"صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد سے مل کر ہمیں از حد مسرت ہوئی صاحبزادہ صاحب نہایت ہی خلیق اور سادگی پسند انسان ہیں۔ علاوہ خوش خلقی کے آپ بڑی حد تک معاملہ فہم اور مدبر بھی ہیں ...... صاحبزادہ صاحب کا زہد و اتقاء اور ان کی وسعت خیالانہ سادگی ہمیشہ مجھے یاد رہے گی۔"

(تاثرات قادیان صفحہ ۱۳۶-۱۳۷)

اخبار "القبس" دمشق (شام)

"ہم نے ان (حضرت مصلح موعود ناقل) سے ملاقات کے دوران ان کے بڑے علم و فضل و آداب اور اسلامی عادات و معاملات کے متعلق بہت بڑی عزت کا مشاہدہ کیا۔"

(مجریہ ۸۔ اگست ۱۹۲۴ء)

جریدہ "الف باء" دمشق

"ہم نے دیکھا کہ آپ فصیح عربی بولتے تھے اور اپنی باتوں کی حدیث شریف اور قرآنی آیات سے تائید کرتے تھے اور اگر کسی بات کے متعلق بوقت باہمی گفتگو کوئی حدیث اور قرآنی آیت مستحضر نہ ہوتی تو منطق سے کام لیتے تھے۔ اور یہ مہدی صاحب (حضرت مصلح موعودؓ ناقل) درمیانی قدر رکھتے ہیں۔ اور اپنا ہندوستانی لباس اور سفید پگڑی پہنتے ہیں۔ اور آپ نہایت ذہین بہت روانی اور سلاست و فصاحت سے بولنے والے اور زبردست دلائل اپنی تائید میں پیش کرنے والے ہیں۔ بحث و مباحثہ سے اور مناظرہ سے نہ تھکتے ہیں نہ اکتاتے ہیں۔"

(مجریہ ۹۔ اگست ۱۹۲۴ء)

"آپ کے چہرے کے خد و خال آپ کے نہایت ذہین ہونے پر دلالت کرتے ہیں اور آپ کو دیکھنے والا آپ کے رعب و وقار سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔"

(مجریہ ۱۰۔ اگست ۱۹۲۴ء)

اخبار "فتی العرب" دمشق

"یہ خلیفہ صاحب اپنی عمر کے چالیسویں سال میں ہیں۔ منہ پر سیاہ کشادہ داڑھی رکھتے ہیں۔ چہرہ گندم گوں ہے اور جلال و وقار چہرہ پر غالب ہے۔ دونوں آنکھیں ذکاوت و ذہانت اور غیر معمولی علم و عقل کی خبر دے رہی ہیں۔ آپ ان کے چہرہ کے خد و خال میں جبکہ وہ اپنی برف کی مانند پگڑی پہنے کھڑے ہوں یہ دماغی قابلیتیں دیکھیں تو آپ کو یقین ہو جائے گا کہ آپ ایک ایسے شخص کے سامنے ہیں جو آپ کو قبل اس کے کہ آپ اسے سمجھیں خوب سمجھتا ہے۔ آپ کے ہونٹوں پر تبسم کھیلتا رہتا ہے جو کبھی ظاہر اور کبھی پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ اور اگر آپ اس کیفیت کو دیکھیں تو آپ اس تبسم کے نیچے جو معنی ہیں اور جو اس میں جلال ہوتا ہے اس سے حیران ہو جائیں گے۔"

(مجریہ ۱۰۔ اگست ۱۹۲۴ء)

میاں سلطان احمد وجودی

متحدہ ہندوستان میں پراونشل کانگریس کمیٹی پنجاب کے رکن میاں سلطان احمد وجودی لکھتے ہیں:۔

(الف) "اگر مصطفیٰ کمال اتاترک ۲۹۴۴۱۶ مربع میل زمین اور ایک کروڑ ۲۵ لاکھ انسانوں پر حکومت کرتا تھا۔ اگر جوزف اسٹالن ۱۸۳ قومیتوں اور ۱۴۹ زبانوں والی سترہ کروڑ دس لاکھ انسانوں کی آبادی کا واحد مختار کل تھا۔ اگر مسولینی چار کروڑ اور ۲۰ لاکھ اطالوی اور لوتھوینیا کے ۸۶ لاکھ باشندوں کا خود مختار بادشاہ تھا۔ اگر اڈولف ہٹلر ساڑھے چھ کروڑ جرمنوں کا حکمران ہے تو مرزا بشیر الدین محمود احمد بھی تمام دنیا میں بسنے والے، دنیا بھر کی تمام زبانیں جاننے والے افراد پر بلا شرکت غیرے حکومت کرتا ہے۔ جس کے احکام کی تعمیل کو افراد متذکرہ بالا اپنی زندگی کا اولین فرض خیال کرتے ہیں۔"

(الحکم جوبلی نمبر دسمبر ۱۹۳۹ء)

(ب) "مرزا بشیر الدین محمود احمد میں کام کرنے کی قوت حد سے زیادہ ہے۔ وہ ایک غیر معمولی شخصیت کے انسان ہیں۔ وہ کئی گھنٹوں تک رکاوٹ کے بغیر تقریر کرتے ہیں۔ ان کی تقریر میں روانی اور معلومات زیادہ پائی جاتی ہیں۔ وہ بڑی بڑی ضخیم کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان کو مل کر ان کے اخلاق کا گہرا اثر ملنے والوں پر ہوتا ہے۔ تنظیم کا ملکہ ان میں موجود ہے وہ پچاس سال کی عمر میں کام کرنے کے لحاظ سے نوجوان معلوم ہوتے ہیں۔ وہ اردو زبان کے ایک بڑے سرپرست ہیں۔"

(ایضاً)

مفکر احرار چوہدری افضل حق

"جس قدر روپیہ احرار کی مخالفت میں قادیان خرچ کر رہا ہے اور جو عظیم دماغ اس کی پشت پر ہے وہ بڑی سے بڑی سلطنت کو بھی بھرتی درہم برہم کرنے کے لئے کافی ہے۔"

(اخبار "مجاہد" ۱۵۔ اگست ۱۹۳۵ء)

پروفیسر اسٹینکو پنسلوانیہ (امریکہ)

امریکہ کی ریاست پنسلوانیہ کے ڈکنسن کالج میں فلسفہ اور مذہب کے مدرس پروفیسر اسٹینکو زیر عنوان THE AHMADIYA MOVEMENT IN ISLAM رقمطراز ہیں:۔

"آپ (حضرت مصلح موعودؓ ناقل) ہمیشہ ہی سے ایک اولوالعزم لیڈر اور زرخیز دماغ مصنف واقع ہوئے ہیں۔ اپنے والد کی طرح آپ کو بھی دعویٰ ہے کہ تعلق باللہ کے ایک خاص مقام پر فائز ہیں۔"

(ایسٹرن ورلڈ دسمبر ۱۹۶۱ء)

مصور فطرت خواجہ حسن نظامی

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی قلمی تصویر یوں کھینچتے ہیں:۔

"اکثر بیمار رہتے ہیں مگر بیماریاں ان کی عملی مستعدی میں رخنہ نہیں ڈال سکتیں انہوں نے مخالفت کی آندھیوں میں اطمینان کے ساتھ کام کر کے اپنی مغلئی جواں مردی کو ثابت کر دیا۔ اور یہ ظاہر کر دیا کہ مغل ذات کار فرمائی کا خاص سلیقہ رکھتی ہے۔ سیاسی سمجھ بوجھ بھی رکھتے ہیں اور مذہبی عقل و فہم میں بھی تو دیا ہیں اور جنگی ہنر بھی جانتے ہیں یعنی دماغی اور قلمی جنگ کے ماہر ہیں۔"

(اخبار "عادل" دہلی ۲۴۔ اپریل ۱۹۳۳ء)

اخبار "الیمن" دمشق

زیر عنوان "مہدی قادیان دمشق میں" رقمطراز ہے:۔

"ابھی آپ (حضرت مصلح موعودؓ ناقل) کے دار الخلافہ (دمشق۔ ناقل) میں تشریف لانے کی خبر شائع ہی ہوئی تھی کہ بہت علماء و فضلاء آپ کے ساتھ گفتگو کرنے اور آپ کی دعوت کے متعلق آپ سے مناظرہ اور مباحثہ کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں آنے لگے اور ہم نے آپ کو بہت ہی تیز نظر سے دیکھنے والا...

شریعت الٰہیہ کی حکمت اور فلسفہ سے واقف شخص پایا۔"

(مجریہ ۱۰ - اگست ۱۹۲۷ء)

پروفیسر سید عبد القادر صاحب ایم اے

مارٹن ہسٹاریکل سوسائٹی اسلامیہ کالج لاہور کے جلسہ منعقدہ ۱۹۱۹ء میں بحیثیت صدر حاضرین سے حضور رضی اللہ عنہ کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا:-

"حضرات عام طور پر قاعدہ ہوتا ہے کہ جب کوئی صاحب لیکچر کے لئے تشریف لاتے ہیں تو صدر انجمن حاضرین سے ان کا تعارف کرواتا ہے۔ لیکن آج کے لیکچرار اس عزت، اس شہرت اور اس پایہ کے انسان ہیں کہ شاید ہی کوئی صاحب ناواقف ہوں۔ آپ اس عظیم الشان اور برگزیدہ انسان کے خلف ہیں جنہوں نے تمام مذہبی دنیا اور بالخصوص عیسائی عالم میں تہلکہ مچا دیا تھا۔"

(تاثرات قادیان صفحہ ۱۶۱)

"پھر اسی مجلس میں حضور رضی اللہ عنہ کے معرکۃ الآراء لیکچر (بعنوان۔ اسلام میں اختلافات کا آغاز) کے اختتام پر پروفیسر صاحب موصوف نے فرمایا:-

حضرات میں نے کچھ تاریخی اوراق کی ورق گردانی کی ہے اور آج شام کو جب اس ہال میں آیا تو مجھے خیال تھا اسلامی تاریخ کا بہت سا حصہ مجھے بھی معلوم ہے اور اس پر میں اچھی طرح رائے زنی کر سکتا ہوں۔ لیکن اب جناب مرزا صاحب کی تقریر کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ میں ابھی طفل مکتب ہوں اور میری علمیت کی روشنی اور جناب مرزا صاحب کی علمیت کی روشنی میں وہی نسبت ہے جو اس لیمپ (جو میز پر تھا) کی روشنی کو اس بجلی کے لیمپ (جو اوپر آویزاں تھا) سے ہے۔"

حضرات جس فصاحت اور علمیت سے جناب مرزا صاحب نے اسلامی تاریخ کے ایک نہایت مشکل باب پر روشنی ڈالی ہے وہ انہیں کا حصہ ہے اور یہاں بہت کم لوگ ایسے ادق باب کو بیان کر سکیں۔ میرے خیال میں لاہور میں بھی ایسا کوئی شخص نہیں ہے ...... میں خواہش کرتا ہوں ایسے قابل انسان ہماری سوسائٹی میں ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایسی زبردست علمیت اور تحقیقات کا انسان ہماری سوسائٹی کا ممبر بن جائے تو سوسائٹی کو چار چاند لگ جائیں گے۔"

(الفضل ۸ - مارچ ۱۹۱۹ء صفحہ ۵)

آنریبل جسٹس ایس - اے - رحمٰن

احمدیہ انٹر کالجیئیٹ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام مینارڈ ہال لاء کالج لاہور میں "موجودہ حالات میں عالم اسلام کی حیثیت اور اس کا مستقبل" کے موضوع پر حضرت مصلح موعودؓ کے بصیرت افروز خطاب کے اختتام پر صدر جلسہ آنریبل جسٹس ایس - اے - رحمٰن نے فرمایا:-

"میں احمدیہ انٹر کالجیئیٹ ایسوسی ایشن کا شکر گذار ہوں کہ جس نے اس فاضلانہ تقریر کے سننے کا ہمیں موقع بہم پہنچایا۔ جناب مرزا صاحب نے تھوڑے سے وقت میں بہت وسیع مضمون بیان فرمایا ہے اور اس کے کئی پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ آپ نے جو تعمیری تجاویز بیان فرمائی ہیں وہ نہایت ہی قابل قدر ہیں۔ ہمیں ان پر سنجیدگی سے غور کرنے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔"

(الفضل ۱۴ - دسمبر ۱۹۴۸ء)

ملک فیروز خاں نون

اسی تاریخ کی ایک تقریب میں حضرت مصلح موعودؓ کا ایک معرکۃ الآراء خطاب سماعت کرنے کے بعد صدر جلسہ ملک فیروز خاں نون نے فرمایا:-

"حضرت صاحب کے دماغ کے اندر علم کا ایک سمندر موجزن ہے۔ انہوں نے تھوڑے سے وقت میں بہت کچھ بتایا ہے اور نہایت فاضلانہ طریق سے مضمون پر روشنی ڈالی ہے۔"

(الفضل ۹ - دسمبر ۱۹۴۷ء)

مولانا محمد علی جوہر

"ناشکری ہوگی کہ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد اور ان کی اس منظم جماعت کا ذکر ان سطور میں نہ کریں۔ جنہوں نے اپنی تمام تر توجہات بلا اختلاف عقیدہ تمام مسلمانوں کی بہبودی کے لئے وقف کر دی ہیں۔ یہ حضرات اس وقت اگر ایک جانب مسلمانوں کی سیاست میں دلچسپی لے رہے ہیں تو دوسری طرف مسلمانوں کی تنظیم، تبلیغ و تجارت میں بھی انتہائی جد و جہد سے منہمک ہیں اور وہ وقت دور نہیں جبکہ اسلام کے اس منظم فرقہ کا طرز عمل سواد اعظم اسلام کے لئے بالعموم اور ان اشخاص کے لئے بالخصوص جو بسم اللہ کے گنبد میں بیٹھ کر خدمت اسلام کے بلند بانگ و در باطن ہیچ دعاوی کے خوگر ہیں مشعل راہ ثابت ہوگا۔"

(اخبار ہمدرد دہلی مورخہ ۲۶ - دسمبر ۱۹۲۷ء)

اخبار "مشرق" گورکھپور

جناب امام صاحب جماعت احمدیہ کے احسانات تمام مسلمانوں پر ہیں۔ آپ ہی کی تحریک سے "ورتمان" پر مقدمہ چلایا گیا۔ آپ کی ہی جماعت نے "رنگیلا رسول" کے معاملہ کو آگے بڑھایا۔ سرفروشی کی اور جیل جانے سے خوف نہ کھایا۔ آپ ہی کے پمفلٹ نے جناب گورنر صاحب بہادر کو عدل و انصاف کی طرف مائل کیا..... اس وقت ہندوستان میں جتنے فرقے مسلمانوں کے ہیں سب کسی نہ کسی وجہ سے انگریزوں یا ہندوؤں یا دوسری قوموں سے مرعوب ہو رہے ہیں۔ صرف ایک احمدی جماعت ہے جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح کسی فرد یا جمعیت سے مرعوب نہیں اور خاص اسلامی کام سر انجام دے رہی ہے۔"

(مشرق ۲۲ - ستمبر ۱۹۲۷ء)

اخبار "زمزم"

موجودہ حالات میں خلیفہ صاحب (حضرت مصلح موعودؓ - ناقل) نے مصر اور حجاز مقدس کے لئے (دوسری جنگ عظیم کے دوران ارض مقدس اور مصر کو اس آگ سے دور رکھنے کے لئے - ناقل) اسلامی غیرت کا جو ثبوت دیا ہے وہ یقیناً قابل قدر ہے اور انہوں نے اس غیرت کا اظہار کر کے مسلمانوں کے جذبات کی صحیح ترجمانی کی ہے۔"

(زمزم ۱۹ - جولائی ۱۹۴۳ء)

خان بہادر سر عبد القادر بیرسٹر ایٹ لاء

"مجھے جماعت احمدیہ کے ساتھ مسلمانوں کے عام مفاد کے سلسلہ میں تعلقات کا موقع ملتا رہا ہے۔ مسلمانوں کی عام بہبودی اور ترقی کے سوال سے آپ (حضرت مصلح موعودؓ - ناقل) کی گہری دلچسپی کا میرے دل پر بھاری اثر ہے۔"

(الحکم جوبلی نمبر دسمبر ۱۹۳۹ء)

علامہ نیاز فتح پوری

تفسیر کبیر جلد سوم آج کل میرے سامنے ہے۔ اور میں اسے بڑی نگاہ غائر سے دیکھ رہا ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ مطالعہ قرآن کا ایک بالکل نیا زاویہ فکر آپ نے پیدا کیا ہے اور یہ تفسیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر ہے جس میں عقل و نقل کو بڑے حسن سے ہم آہنگ دکھایا ہے۔ آپ کی تبحر علمی، آپ کی وسعت نظر، آپ کی غیر معمولی فکر و فراست، آپ کا حسن استدلال اس کے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے۔ اور مجھے افسوس ہے کہ میں کیوں اس وقت تک اس سے بے خبر رہا۔ کاش کہ میں اس کی تمام جلدیں دیکھ سکتا۔ کل سورہ ہود کی تفسیر میں حضرت لوطؑ پر آپ کے خیالات معلوم کر کے جی پھڑک گیا۔ اور بے اختیار یہ خط لکھنے پر مجبور ہو گیا۔ آپ نے ھٰؤلاء بناتی کی تفسیر کرتے ہوئے عام مفسرین سے جدا بحث کا جو پہلو اختیار کیا ہے۔ اس کی داد دینا میرے اختیار میں نہیں۔"

(الفرقان فضل عمر نمبر دسمبر ۱۹۶۵ء صفحہ ۷۷)

اخبار "تنظیم" پشاور

ہمارے اپنے تاثرات یہ ہیں کہ حضرت مرزا بشیر الدین صاحب محمود احمد ایک سچے محمدی مسلمان ہیں۔ ان کے دل میں اسلام کے لئے تڑپ اور محبت ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ مسلمان خدا کی رسی قرآن کو مضبوطی سے پکڑیں اور ایک ہو جائیں...... ہم نے خود پانچ منٹ حضرت بشیر الدین صاحب محمود احمد سے ملاقات کی۔ انہیں یہ معلوم تھا کہ یہ میرا مرید نہیں ہے۔ انہیں معلوم تھا کہ جماعت سے وابستگی کے سلسلہ میں اس کا نام نہیں ہے لیکن انہوں نے جن خیالات کا اظہار فرمایا اس میں اسلام اور دین محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے سچی تڑپ، سچی عقیدت اور سچی راہنمائی کے آثار نظر آ رہے تھے۔"

(۴ - جنوری ۱۹۵۶ء)

ہفت روزہ "روشنی" سرینگر

حضرت مصلح موعودؓ کی وفات حسرت آیات پر اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے رقمطراز ہے:-

آپ حضرت مرزا غلام احمد مجدد و مہدی چہاردہم کے فرزند تھے اور ایک جید عالم اور مفکر تھے۔ تقریر کرنے میں شاید ہی کوئی آپ کا ثانی تھا۔ یہاں تک کہ "اسلام کا اقتصادی نظام" اور "اسلام کا نظام نو" جیسے دقیق موضوعات پر ایک ایک ہی صحبت میں جو تقاریر ہوئیں وہ کتابی صورت میں شائع ہو کر مقبول عام ہو چکی ہیں آپ کے عالم و فاضل ہونیکا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس سر ظفر اللہ خاں صاحب بھی آپ کے مریدوں میں ہیں اور ان ہی کے الفاظ میں آپ کی ذات صفات حسنہ کا ایک ایسا مجموعہ پیش کرتی ہے جس کا ایک شخص کے وجود میں پایا جانا بہت نادر بات ہے۔"

(مجریہ ۱۰ - نومبر ۱۹۶۵ء)

مولانا عبد الماجد دریا بادی

علمی حیثیت سے قرآنی حقائق و معارف کی جو تشریح، تبیین و ترجمانی وہ کر گئے اس کا بھی بلند و ممتاز مرتبہ ہے۔" (صدق جدید لکھنؤ [illegible])

"تیرا نام صفحۂ زمین سے کبھی نہیں اُٹھے گا"

از مکرم مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر قادیان

پیشگوئی "مصلح موعود" ایک طویل اور بےشمار آسمانی نشانات کی حامل پیشگوئی ہے جس کی مندرجہ ذیل صرف ایک شق میں ہی کئی عظیم بالشان خارق عادت نشانات موجود ہیں:۔

"تیرا نام صفحۂ زمین سے کبھی نہیں اُٹھے گا اور ایسا ہوگا کہ وہ سب لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے ہیں اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

آئیے ذیل کی سطور میں ان عظیم الشان نشاناتِ آسمانی کا سرسری جائزہ لیں۔

اوّل:۔ صفحۂ زمین سے مراد معروف زمین لی جائے تو مطلب واضح ہے کہ روئے زمین سے احمدیت اور بانیٔ احمدیت کا مقدس نام کبھی نہیں اُٹھے گا۔ جبکہ آپ کے مقدس نام کو مٹانے اور نابود کرنے کے لئے اجتماعی اور سرکاری ہر سطح پر کوششیں کی جائیں گی چنانچہ خدا تعالیٰ کے اس قول کی شہادت خود اس کا فعل دیتا چلا آرہا ہے۔ پنڈت لیکھرام۔ شری گنج لال المعروف رب قادیان سعد اللہ لدھیانوی۔ امریکن مسیح ڈوئی مولوی محمد حسین بٹالوی۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری وغیرہم نے آپ کی مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا ان کی پشت پر وہ ساری قومیں تھیں جن کے یہ لیڈر تھے لیکن یہ سارے کے سارے یہ گواہی دیتے ہوئے دنیا سے ناکام گزر گئے کہ:۔

"کاذب صادق کی طرح کبھی خدا کے حضور عزت نہیں پاتا۔"

(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۵۸۵)

دوم:۔ "صفحۂ زمین" سے مراد قادیان پنجاب بھی ہے جس سے اس کلام الٰہی کا ایک منشاء یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قادیان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام اور آپ کی مقدس جماعت کا وجود کبھی اور کسی زمانے میں بھی نہیں مٹے گا خواہ پنجاب تقسیم در تقسیم ہوتا چلا جائے کیونکہ "قادیان (پنجاب) کو خدا تعالیٰ نے برکت دی ہے اور یہ ایک انجمن کا ہمیشہ مقام رہے گا"

(الوصیت صفحہ ۳۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض تصانیف میں قادیان کو "فنجاب الھند" لکھا گیا ہے (الاستفتاء طبعت فی مطبع الضیاء فی قادیان فنجاب الھند ۱۳۲۵ھ) اور ہماری روزانہ کی پنجابی بول چال میں قادیان کو "قادین" کہا جاتا ہے گویا قادیان پنجاب یا "قادین فنجاب" ایک ہی بستی کا نام ہے اور یہ وہ بستی ہے جو ہمیشہ فنجاب الہند میں رہے گی۔

قرآن مجید اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں علم ابجد کی رُو سے بعض حیرت انگیز نشانات مضمر ہیں جو اپنے وقت پر ظاہر ہوتے ہیں اس علم کی رُو سے الہام الٰہی "صفحۂ زمین" سے حتمی طور پر قادیان پنجاب یا "قادین فنجاب" مراد ہے تفصیل ملاحظہ ہو۔

صفحۂ زمین:۔

ص۔ف۔ح۔ۃ۔ے۔ ز۔م۔ی۔ن

۹۰ + ۸۰ + ۸ + ۵ + ۱۱ ۷ + ۴۰ + ۱۰ + ۵۰ = ۳۰۱

قادین فنجاب:۔

ق۔ا۔د۔ی۔ن۔ف۔ن۔ج۔ا۔ب

۱۰۰ + ۱ + ۴ + ۱۰ + ۵۰ + ۸۰ + ۵۰ + ۳ + ۱ + ۲ = ۳۰۱

مصنف "براہین احمدیہ" نے اپنی ساری قوم کی نمائندگی کرتے ہوئے بزعم خود "حرف بحرف خدا کے حکم سے لکھا" کہ:۔

"آپ کی ذریت بہت جلد منقطع ہو جائے گی نہایت درجہ تین سال تک شہرت رہے گی خدا کہتا ہے چند روز تک قادیان میں نہایت ذلت و خواری کے ساتھ کچھ تذکرہ رہے گا پھر معدوم محض ہو جائے گا۔"

(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۴۹۸-۴۹۹ مطبوعہ ۱۸ مارچ ۱۸۸۶ء)

اسی طرح مجلس احرار اور اس کے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے حکومتِ برطانیہ کی پشت پناہی میں یہ تعلّی آمیز دعاوی کئے کہ:۔

"ہمیں خدا کی مہربانی پر پورا بھروسہ ہے کہ احرار کا وسیع نظام باوجود مالی مشکلات کے دس برس کے اندر اندر اس فتنہ کو ختم کرکے چھوڑے گا۔"

(خطباتِ احرار صفحہ ۳۷)

نیز:۔

"مرزائیت کے مقابلے کے لئے بہت سے لوگ اُٹھے مگر خدا کو یہی منظور تھا کہ وہ میرے ہاتھوں سے تباہ ہو۔"

(سوانح حیات سید عطاء اللہ شاہ بخاری صفحہ ۳۹-۱۰۰)

مگر خدائے قادر و توانا نے اپنے وعدہ کے مطابق ہر موقع پر جماعتِ احمدیہ اور اس کے بانی کی حفاظت فرمائی اور تمام مخالفین ناکام رہے جس کا اعتراف خود انہیں ان الفاظ میں کرنا پڑا کہ:۔

"حجۃ الاسلام حضرت علامہ انور شاہ صاحب کاشمیری حضرت پیر علی شاہ صاحب گولڑوی اور حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری وغیرہم رحمہم اللہ کے علمی اسلحہ فرنگی کی اس کاشتہ داشتہ نبوت کو موت کے گھاٹ نہ اُتار سکے۔"

(آزاد ۳۰ اپریل ۱۹۵۱ء صفحہ ۷)

"ہم اس تلخ نوائی پر مجبور ہیں کہ ان اکابرین کی تمام کوششوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے"

(المنبر ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء لائلپور)

پس مخالفین کی ناکامی اور احمدیت کی ترقی کا یہ وہ عظیم الشان نشان ہے جو "صفحۂ زمین" کے الفاظ میں مضمر ہے۔

سوم:۔ پیشگوئی مذکورہ کی صداقت کے اثبات کے لئے ضروری ہے کہ آپ کی ذریت میں سے کوئی نہ کوئی فرد اور آپ کی جماعت کے کچھ نہ کچھ لوگ ہمیشہ "صفحۂ زمین" یعنی قادیان میں موجود رہیں سو یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ ۱۹۴۷ء کے خونی دور سے آج تک حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ایک پوتے حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور آپ کے ننھیال میں سے ان کی اہلیہ محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ مع بچگان دیگر درویشان کے ساتھ قادیان میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور اس طرح حضرت امام مہدی علیہ السلام کے نسب و صہر دونوں خاندانوں کی اولاد اور آپ کی جماعت کے افراد ہر لحظہ قادیان میں موجود رہے ہیں۔

چہارم:۔ پیشگوئی مصلح موعود کی مذکورہ بالا شق میں اس امر کی وضاحت بھی موجود ہے کہ:۔ بہت سے لوگ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ذات کے خاتمہ اور آپ کی ذریت کے منقطع ہو جانے کے متمنی اور کوشاں ہونگے لیکن وہ حضور اقدس کے مقابلہ میں آکر خود ہی منقطع النسل ہونے کی حالت میں دنیا سے نامراد چلے جائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت موجود ہے کہ پنڈت لیکھرام اولاد جیسی نعمت سے محروم رہے۔ شری گنج لال المعروف رب قادیان کے دونوں نوعمر لڑکے ان کے سامنے داغ مفارقت دے گئے۔ سعد اللہ لدھیانوی کا انجام ابتری کی حالت میں ہوا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری حسرتوں اور ناکامیوں کا بوجھ اُٹھائے اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

پنجم:۔ اس عبارت میں تمام ضمائر جمع کی استعمال ہوئی ہیں جو اشارہ کر رہی ہیں کہ کچھ لوگ منظم طریق سے حضرت اقدس کے روحانی مشن کو ناکام بنانے کی غرض سے احمدیت پر حملہ آور ہونگے اور ایسے حالات پیدا کریں گے کہ جن کے تذکر گمان غالب یہی ہوگا کہ حضور اقدس کا روحانی مشن اور احمدیت جلد ہی صفحۂ ہستی سے مٹ جائے گی چنانچہ احرار نے ۱۹۳۴ء میں بہت بڑے پیمانے پر ایک مضبوط اور منظم تحریک احمدیت کو مٹا دینے کے لئے چلائی اور بڑے طمطراق سے اعلان کیا کہ

"مسیح کی بھیڑو! تم سے کسی کا ٹکراؤ نہیں ہوا جس سے اب واسطہ پڑا ہے وہ مجلس احرار ہے اس نے تم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا ہے۔"

(تقریر سید عطاء اللہ شاہ بخاری ۱۹۳۴ء برموقع تبلیغی احرار کانفرنس قادیان)

اسی طرح ۱۹۵۳ء میں پاکستان میں احمدیت کو نابود کرنے کے لئے "تحفظ ختم نبوت" کے نام پر احمدیوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی۔ مگر ان ہر دو بھیانک اور خطرناک ادوار میں خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کا ایفاء کیا بفضلہٖ تعالیٰ احمدیت، قادیان اور صفحۂ زمین پر پروان چڑھتی چلی گئی اور مجلس احرار قصۂ پارینہ ہوکر ہمیشہ کے لئے اپنی موت آپ مر گئی۔

پھر ۱۹۴۷ء کے ہولناک اور خونی دور نے برصغیر ہند میں ایک قیامت برپا کی یہ ایک ایسا دور تھا کہ اگر خدا تعالیٰ نے قادیان کی حفاظت کا وعدہ نہ کیا ہوتا تو لاریب قادیان اور قادیان سے مسیح علیہ السلام کا نام کبھی کا مٹ چکا ہوتا۔ مگر ایسے ہولناک دور میں بھی:۔

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

حضرت مصلح موعودؓ — تقویٰ کی باریک راہوں پر

از مکرم سیّد رشید احمد صاحب بی اے سونگھڑہ (اڑلیسہ)

"ایک صحابی یا شاید تابعی سے کسی نے سوال کیا۔ کیا آپ تقویٰ کی تعریف کر سکتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا تقویٰ اس کا نام ہے کہ انسان ایسے رستہ پر چل رہا ہو جہاں چاروں طرف کانٹے ہوں اور اس نے ڈھیلا ڈھالا جبّہ پہن رکھا ہو۔ پھر وہ دامن بچا کر نکل جائے۔

(خطبہ جمعہ حضرت مصلح موعودؓ فرمودہ ۲۵ ستمبر ۱۹۳۱ء)

اس اصل کے تحت حضرت مصلح موعودؓ کی سیرت کا مطالعہ کرنا بھی موجب تطویل ہے "مشتے نمونہ از خروارے" کے طور پر چند واقعات درج ذیل کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں

(۱) مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب انور سابق پرائیویٹ سیکرٹری کا بیان ہے کہ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ایک مرتبہ ایک بچے کو ذاتی کام ارشاد فرمایا جس کے لئے کچھ فاصلہ طے کرنا پڑتا تھا۔ بچہ میرے پاس آیا دفتر میں ان کے وقف کردہ سائیکل بھی تھے اس نے حضورؓ کے ضروری کام کا ذکر کیا۔ ایک سائیکل اسے دے دیا وہ فوراً سائیکل پر گیا اور کام کر کے سائیکل واپس دے دیا اور حضور کی خدمت میں رپورٹ کر دی۔ حضور نے اس سے دریافت فرمایا تم اتنی جلدی کیسے یہ کام کر کے آ گئے جبکہ اس کام کے لئے اس قدر فاصلہ طے کرنا پڑتا تھا اس نے بلا تکلف کہا کہ دفتر تحریک جدید سے سائیکل لے لیا تھا اس لئے پیدل جانے کی بجائے سائیکل پر جانے کی وجہ سے جلدی کام کر کے واپس آ گیا حضور نے مجھ سے جواب طلبی فرمائی خاکسار نے عرض کر دیا کہ اس نے حضور کے کام کا ذکر کیا تھا اس لئے دفتر کا سائیکل دے دیا گیا۔ حضور نے فرمایا کہ ذاتی کام کے لئے سائیکل دینا درست نہ تھا۔

(مجلۃ الجامعہ ربوہ شمارہ ۱۲ صفحہ ۱۳۱-۱۳۲)

(۲) اسی طرح مولوی صاحب موصوف ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک موقعہ پر قادیان میں حضور کو معلوم ہوا کہ پنڈت ملاوا مل صاحب کی دکان اچھی نہیں چل رہی اور ان کو مالی دقت پیش ہے اس پر حضور نے اس امر کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ یہ لوگ اور خصوصاً یہ خاندان بطور امداد مانگنے کو پسند نہیں کرتے حضور نے مجھے ارشاد فرمایا کہ ان کی دکان پر جا کر جو عام استعمال ہونے والی دوائیں ان کے پاس تیار شدہ موجود ہوں اور فروخت نہ ہوتی ہوں وہ ۳۰۰-۴۰۰ روپے کی خرید لو ان کے بتائے ہوئے نرخ کے متعلق ان سے کسی رعایت کا مطالبہ نہ کیا جائے اس طرح سے کسی حد تک ان کی امداد ہو جائے گی اور ان کو امداد کا احساس بھی نہ ہو گا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اس سے اس طور پر خفیہ احسان فرمایا کہ ان کو اپنے محسن کا پورے طور پر علم بھی نہ ہونے دیا۔

(مجلۃ الجامعہ ربوہ شمارہ ۱۲ صفحہ ۱۶۴-۱۶۵)

(۳) محترم صاحبزادہ مرزا رفیق احمد صاحب کی روایت ہے کہ قادیان سے چند کوس دور ایک گاؤں میں مشہور ہو گیا کہ رات کو جن آتا ہے ایک دن گاؤں کے افروز جمع ہوئے اور جن کا ذکر ہوا تو ایک لمبا تڑنگا سکھ کہنے لگا کہ میں اس جن کو پکڑوں گا رات بھیگتی جا رہی تھی اور جھاڑیوں کی اوٹ میں وہ کرنیل سکھ چھپا جن کا انتظار کر رہا تھا اتنے میں اس نے دیکھا کہ رات کے اندھیرے میں ایک ہیولا سا ابھرا، جب شکل و صورت نمایاں ہوئی تو دیکھا کہ یہ مرزا بشیر الدین محمود احمد تھے جو ایک ہاتھ میں لالٹین اور دوسرے میں جائے نماز پکڑے ہوئے تھے آپ نے جائے نماز بچھائی تو وہ سکھ دوڑتا ہوا آیا اور آپؓ کے قدموں میں جا گرا اس نے سارا واقعہ سنایا آپ نے اس سے کہا کہ وعدہ کرو کہ کسی کو یہ نہ بتاؤ گے مگر میں آئندہ سے اپنی جگہ تبدیل کر لوں گا۔

(ملت کا فدائی مطبوعہ سلطان القلم اکیڈمی راولپنڈی صفحہ ۱۰۹ و صفحہ ۱۱۰)

(۴) محترم مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ سرگودھا فرماتے ہیں کہ آپ (یعنی حضرت مصلح موعودؓ) کرسی وغیرہ پر بیٹھتے تو اس میں یہ بھی خصوصیت ہوتی کہ آپ کبھی ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر نہ بیٹھتے حضور سرورِ کائنات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کا یہی طریق حدیثوں سے ثابت ہے آپؓ بھی اپنے آقا و مطاع کی پیروی میں ہمیشہ اسی طرح کرتے میں نے کبھی ایک دفعہ بھی اس کے خلاف نہیں دیکھا خواہ کتنے تھک جاتے ٹانگیں لمبی کر لیتے یا ٹیک لگا لیتے لیکن لات کے اوپر لات نہ رکھتے گویا دائمی طور پر خدا تعالیٰ کے حضور میں پوری نیاز مندی کے ساتھ بیٹھتے ہیں یہ چھوٹی سی بات ہے لیکن دلی کیفیت کی آئینہ دار اسی طرح میں نے آپ کے چہرہ پر ہمیشہ عجز دیکھا اگرچہ انتظامی معاملات میں آپ کو سختی بھی کرنی پڑتی

(ماہنامہ خالد ربوہ دسمبر ۱۹۶۴ء صفحہ ۱۳۳-۱۳۴)

(۵) مکرم مختار احمد صاحب ہاشمی لکھتے ہیں کہ قیام ربوہ کے ابتدائی دنوں میں ایک موقعہ پر حضور ربوہ تشریف لائے دوپہر کے وقت جب حضور کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا تو حضور نے فرمایا کہ کیا یہی کھانا ربوہ کے ساکنین کو دیا گیا ہے تو منتظمین نے بتایا کہ دوپہر کے وقت دال اور شام کو گوشت دیا جاتا ہے آپؓ نے فرمایا کہ مجھے بھی دال دی جائے جس کی فوراً تعمیل کی گئی اور ہم نے دیکھا کہ آپؓ نے گوشت والی پلیٹ کو چھوا تک نہیں اور روٹی دال سے ہی کھائی

(مجلۃ الجامعہ ربوہ شمارہ ۱۲ صفحہ ۱۷۱)

(۶) محترم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم اے فرماتے ہیں کہ ایک موقع پر "بکروٹہ راؤنڈ" پر حضور سیر کر رہے تھے کہ اخروٹ بیچنے والے پہاڑی لوگ پاس سے گزرے میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا کہ کچھ اخروٹ لوں حضور سمجھ گئے کہ یہ اخروٹ لینا چاہتا ہے فرمایا بشارت اخروٹ لو گے؟ خاکسار نے عرض کیا کہ جی حضور۔ فوراً واسکٹ کی جیب سے ریزگاری نکالی اور مجھے اور ساتھ بعض بچوں کو اخروٹ لے دیئے جن سے ہماری جیبیں بھر گئیں۔ میں نے ایک طرف ہٹ کر ایک پتھر پر کچھ اخروٹ فوراً ہی توڑے اور ان کی گری نکالی اور ہتھیلی پر رکھ کر لے آیا اور حضور کے سامنے کی کہ حضور کھائیں۔ حضور نے مجھے گھور کر دیکھا اور فرمایا۔ میں اس طرح باہر چیزیں نہیں کھایا کرتا تم کھاؤ مجھے اپنی اس گستاخی پر پھر بڑی شرمندگی ہوئی کہ یہ حرکت کیوں کی"۔

(ماہنامہ خالد ربوہ دسمبر ۱۹۶۴ء صفحہ ۱۴۳)

(۷) حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ مدظلہا العالی کا بیان ہے کہ ڈلہوزی کا واقعہ ہے کہ آپ میز پر کھانا کھانے کے لئے تشریف لائے تھوڑی دیر میں کیا دیکھتی ہوں کہ آپ خاموشی سے بغیر کھانا کھائے اپنے کمرہ میں چلے گئے میں کچھ سمجھ نہ سکی کہ آپ کی ناراضگی کی وجہ کیا ہے؟ بہت حیران تھی اب پھر تمام دن فاقہ میں رہیں گے اور کام کی اس قدر بھرمار رہتی کہیں آپ کو ضعف نہ ہو جائے آخر میرے پوچھنے پر حضرت بڑی آپا جان (یعنی حضرت اُمِّ ناصرؓ جو حضور کی سب سے بڑی حرم تھیں نور اللہ مرقدہا نا قل) نے بتایا کہ حضرت اقدس نے اپنے کمرہ میں جا کر چٹ بھجوائی ہے کہ میں نے تحریک جدید کے ماتحت لکھا ہوا ہے کہ میز پر صرف ایک ڈش ہوا کرے آج میں نے ایک کے بجائے تین ڈش دیکھے ہیں ایسا کیوں ہے میں کھانا ہرگز نہیں کھاؤں گا۔

(الفضل ۲۶ مارچ ۱۹۶۶ء صفحہ ۳)

(۸) حضرت مصلح موعودؓ کے خلیفہ راشد کے منصب پر فائز ہونے کی وجہ سے صدر انجمن کی طرف سے بضرورت کے پیشِ نظر پہریدار مقرر کیا گیا تھا اندرون خانہ کے متعلق صاحبزادہ مرزا رفیق احمد صاحب کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور نماز پڑھانے جا رہے تھے تو ڈیوڑھی میں دیکھا کہ پہرے پر متعین ایک شخص جوتی پالش کر رہا ہے۔ آپ نے پوچھا کہ کس کی جوتی ہے؟ اس نے کہا کہ پتہ نہیں اندر سے کسی بی بی کی آئی ہے آپ نے وہ جوتی اس سے لے لی اور اندر آئے اور ہر ایک سے پوچھا کہ یہ جوتی کس کی ہے مارے خوف کے سب خاموش تھے آخر آپ نے غصہ سے پوچھا کہ بتاتے کیوں نہیں آخر سکوت ٹوٹا اور چھوٹی ہمشیرہ بولی کہ میری ہے۔ ابا جان حضور نے فرمایا کہ دیکھو! انجمن پہریدار کی تنخواہ میرے لئے دیتی ہے تمہارے لئے نہیں اگر تم نے جوتی پالش کروانا ہو اور خود نہ کر سکتی ہو تو مجھے دے دیا کرو میں پالش کر دیا کروں گا پہریدار یا انجمن کا کوئی ملازم میرا ذاتی ملازم نہیں۔

(ملت کا فدائی صفحہ ۸۱ و صفحہ ۸۲ مطبوعہ سلطان القلم اکیڈمی راولپنڈی۔)

(۹) حضرت مصلح موعودؓ کی ایک دختر (یعنی محترمہ بیگم صاحبہ سید پیر داؤد احمد صاحب مرحوم ناقل) فرماتی ہیں کہ ۱۹۵۷ء کی بات ہے حضرت ابا جان یعنی سیدنا مصلح موعودؓ نخلہ میں مقیم تھے ہم لوگ بھی ان دنوں وہیں مقیم تھے میرا بچہ سید قمر سلیمان احمد جسے پیار سے بنّی کہتے ہیں جس کی عمر اس وقت تین سال تھی باہر بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا تھوڑی دیر میں بچوں کا شور بلند ہوا اور بنّی روتا ہوا اندر داخل ہوا اور بچوں کی ایک قطار اس کا مذاق اڑاتے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے داخل ہوئی حضور صحن میں زمین پر تشریف فرما تھے

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

نشانِ مصلح موعود

صداقتِ اسلام کا ناقابلِ تردید ثبوت

از مکرم مولوی محمد حمید صاحب کوثر مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم کانپور ـــ اترپردیش

انیسویں صدی کا آخر مسلمانوں کے انحطاط و زوال کا زمانہ تھا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی ناکامی اور اس کے بعد کی سماجی معاشرتی اقتصادی اور روحانی بربادی نے مسلمانوں کی بصیرت و بصارت چھین لی تھی۔ شکست صرف میدان جنگ میں ہی نہیں ہوئی تھی بلکہ ہر میدان میں ناکامی و نامرادی کا سامنا تھا۔ مسلمان اپنے گذشتہ دورِ اقبال کی میت پر رو رہے تھے۔ قوم کا شیرازہ منتشر ہو چکا تھا۔ مسلمانوں کی ہر مذہبی و سیاسی تحریک زوال کا شکار ہو چکی تھی مخالفِ اسلام مذاہب و تحریکات زور پکڑتی جا رہی تھیں۔ یوں لگتا تھا کہ یہ دور عیسائیت اور دوسرے مذاہب کے عروج اور مسلمانوں کے زوال کا زمانہ تھا۔ چنانچہ ہندوستان میں عیسائیت کو جو کامیابی حاصل ہو رہی تھی اس کا ذکر لیفٹنٹ گورنر چارلس ایچی سن کی اس تقریر ۱۸۸۸ء سے ہوتا ہے جس میں انہوں نے کہا۔

"بعض ایسے لوگوں کو جنہیں اس طرف توجہ کرنے کا موقعہ نہیں ملا یہ سن کر تعجب ہوگا کہ جس رفتار سے ہندوستان کی معمولی آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے اس سے چار گنا زیادہ تیز رفتاری سے عیسائیت اس ملک میں پھیل رہی ہے"

مسلمان اس صورت حال سے اس حد تک مایوس ہو چکے تھے کہ ان کے بہت سے علماء اسلام کو خیرباد کہہ کر عیسائیت کی آغوش میں پناہ لے چکے تھے۔ اور بعض درد مند دل اس کسمپرسی کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا تھے کہ الٰہی اس ضعف کے دور کو مختصر فرما اور اسلام کی روحانی زندگی کے دن دکھا مولانا حالی اور ڈاکٹر اقبال کے اشعار اس جذبہ کی صحیح ترجمانی کرتے ہیں۔ اگر اس دور کا بغور جائزہ لیا جائے تو ایک بات بڑی نمایاں نظر آتی ہے کہ مخالفین اس کوشش میں تھے کہ کسی طرح ہم یہ ثابت کرنے میں کامیاب ہو جائیں کہ اسلام ایک فرسودہ بے جان نور روحانیت اور تازہ نشانات کے ظہور سے عاری مذہب ہے۔ آج اس مذہب پر عمل پیرا ہو کر تعلق باللہ حاصل نہیں کیا جا سکتا اس کشمکش کے دور میں اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی نشاۃ ثانیہ کیلئے حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود کو کھڑا کیا۔ آپ نے نہ صرف دلائل کے میدان میں اسلام کی حقانیت کو ثابت کیا بلکہ نشان نمائی کے میدان میں آپ کے ذریعہ دین اسلام کو کامیابی و کامرانی ملی۔ چنانچہ آپ نے بڑی تحدی سے فرمایا ہے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

مارچ ۱۸۸۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے حکم پا کر اپنے ماموراور مجدد وقت ہونے کا اعلان فرمایا اور ساتھ ہی آپ نے مذاہب عالم کے سربرآوردہ لیڈروں کو الٰہی بشارتوں کے تحت نشان نمائی کی عالمگیر دعوت دی کہ اگر وہ طالب صادق بن کر آپ کے پاس ایک سال تک قیام کریں تو وہ ضرور اپنی آنکھوں سے دین اسلام کی حمایت کے چمکتے ہوئے نشان مشاہدہ کر لیں گے۔ اور اگر ایک سال رہ کر بھی وہ آسمانی نشان سے محروم رہیں تو انہیں دو سو روپیہ ماہوار کے حساب سے چوبیس سو روپیہ بطور ہرجانہ پیش کیا جائے گا۔ چنانچہ اس دعوت کو قبول کرنے کیلئے تین اشخاص میدان میں آئے جن کی تفصیل طوالت کے خوف سے ترک کی جاتی ہے۔ ان کے علاوہ قادیان کے دس ہندو صاحبان نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں باادب درخواست کی کہ ہم آپ کے ہمسایہ لندن اور امریکہ والوں سے زیادہ آسمانی نشان دیکھنے کے حقدار ہیں ہمیں کوئی نشان دکھایا جائے۔ درخواست کے لفظ لفظ سے چونکہ سراسر انصاف و حق پرستی اور خلوص ٹپکتا تھا۔ اس لئے حضور نے نہایت درجہ مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اُسے بلا تامل قبول فرما لیا اور ایک باقاعدہ تحریری معاہدہ کی شکل میں اُسے شائع کر دیا اور ستمبر ۱۸۸۵ء سے ستمبر ۱۸۸۶ء تک اس کی میعاد قرار پائی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۲۲ جنوری ۱۸۸۶ء کو قادیان سے ہوشیارپور تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے چالیس روز تک اللہ تعالیٰ کے حضور پرسوز دعائیں فرمائیں مجیب الدعوات خدا نے آپ کی دعاؤں کو سنا۔ اور زندہ و تابندہ نشان "مصلح موعود" کی خوشخبری آپ نے دنیا کو سنائی۔ (پیشگوئی کے اصل الفاظ دوسری جگہ ملاحظہ فرمائیں) اس پیشگوئی اور بعد کی پیشگوئیوں میں یہ بتایا کہ ان صفات سے متصف "پسر موعود" نو سال کے عرصہ میں پیدا ہو گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:-

"وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا۔ مگر خدا تعالیٰ کے وعدے کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہو گا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں ....
سو اے وے لوگو جنہوں نے ظلمت کو دیکھ لیا حیرانی میں مت پڑو بلکہ خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ اس کے بعد اب روشنی آئے گی۔"

اپنے اور بیگانوں کی نظریں اس نشان خداوندی کی طرف لگی ہوئی تھیں حق و انصاف کی نظر رکھنے والے لوگ اور محبان اسلام اس پیشگوئی کو جلد از جلد پورا ہوتے دیکھنا چاہتے تھے جب کہ مخالفین اپنی بدترین مخالفت کا اظہار اس انداز سے کرتے تھے کہ یہ پیشگوئی پوری نہ ہو گی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کو پورا فرمایا اور ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو حضرت مصلح موعودؓ پیدا ہوئے۔ مخالفین کی تمام پیشگوئیاں غلط ثابت ہوئیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ الفاظ پورے ہوئے "زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں" چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے بعد فرمایا:-

"اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہیئے کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّ شانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا۔ اور درحقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اولیٰ و اکمل و افضل و اتم ہے"
(تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۵۲)

قارئین کرام! یہ غیب کی خبر اتنی عظیم الشان خبر ہے کہ اس ایک پیشگوئی میں کم از کم اٹھاون نشان ہیں جو ایک ایک کر کے سب پورے ہوئے۔ کسی کاذب کو یہ جرأت نہیں ہو سکتی کہ اتنی تفاصیل پر مشتمل پیشگوئی کرے۔ اور پھر ایک ایک خبر تفصیلی طور پر پوری ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دوسری شادی بڑھاپے میں ہوئی تھی۔ کون کہہ سکتا تھا کہ آپ کے ہاں اولاد ہو گی۔ اگر ہو گی بھی تو زندہ رہے گی۔ اگر زندہ رہی بھی تو اس میں یہ یہ خوبیاں ہوں گی۔ بڑے بڑے ذکی انسانوں کی اولاد غبی اور جاہل ہوتی ہے کئی پاکبازوں کی اولاد بے دین ہوتی ہیں خود انبیاء کے ساتھ ایسا معاملہ پیش آیا لیکن نہایت پُرشوکت الفاظ اور کمال تحدی کے ساتھ دعویٰ کیا گیا کہ بیٹا ہو گا وہ لمبی عمر پائے گا۔ اور پیشگوئی میں بیان شدہ تمام اوصاف و کمالات سے متصف ہو گا۔

غرض اس نشان آسمانی نے پورا ہو کر یہ ظاہر کر دیا کہ اس پیشگوئی کے مصداق حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو اکاون سال تک خدا کے مسیح کے خلیفہ برحق رہے۔ اور تمام عالم میں دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر فرمایا۔ آپ کی آمد سے حق آیا اور اپنی تمام برکتوں سے آیا۔ باطل اپنی تمام نحوستوں سے بھاگ گیا بلاریب یہ نشان پورا ہوا اور ایک سورج کی طرح اس نے اسلام کی صداقت کا ثبوت دیا اور ان مخالفین کے منہ بند ہو گئے جو یہ کہتے تھے کہ ہم اسلام کو روحانی طور پر ...

"بنی نوع انسان کی عدیم المثال روحانی قیادت" آپ نے بنی نوع انسان خصوصاً مغربی اقوام کو یہ سمجھایا کہ جو راہیں تمہیں ... تمہارے لئے دینی و دنیاوی طور پر ... اور ابدی سکون و راحت انہی پر عمل پیرا ہو کر حاصل ہو سکتی ہے

بلاشبہ اس زمانہ میں مردوں کو زندہ کرنے کا نشان دکھانے کی ضرورت نہ تھی بلکہ ایسے نشان کی ضرورت تھی جو اکاون سال تک ایک قوم کو زندہ کرتا رہتا۔ اور رہتی دنیا تک اپنے وجود کیلئے زندگی کی بنیادیں استوار کر دیتا۔ بلاشبہ حضرت مصلح موعودؓ کی تحریکات ... سے اب یہ خواب پھر حقیقت بن کر سامنے آ رہا ہے کہ اسلام اور مسلمان اپنا کھویا ہوا وقار پھر حاصل کر لیں گے۔ انشاء اللہ۔

"ملت کی اس فدائی پہ رحمت خدا کرے" آمین

بدر کی اعانت آپ کا ایک
مقدس جماعتی فریضہ ہے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاکیزہ بچپن

از مکرم سید انوار الدین احمد صاحب بی۔ اے سونگڑہ۔ اڑیسہ

مشہور ضرب المثل ہے "ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات"۔ جب ہم حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس زندگی کے مختلف ادوار پر نظر ڈالتے ہیں، تو ان میں آپ کی مبارک زندگی کا وہ حصہ بھی نمایاں خصوصیات کا حامل نظر آتا ہے۔ جو عموماً زیادہ اہم نہیں سمجھا جاتا۔ میری مراد آپ کی حیات طیبہ کے اُس حصہ سے ہے جب کہ آپ دیگر بچوں کی طرح محض "ایک بچہ" خیال کئے جاتے تھے۔ لیکن اس دور میں بھی آپ کے پاکیزہ خیالات، بلند اخلاق اور بہترین اوصاف و کمالات یقیناً دنیا کے تمام دوسرے بچوں سے ممتاز تھے چنانچہ آپ کے بچپن کا قریب سے مشاہدہ کرنے والے بالغ نظر افراد نے آپ کی سیرت کے اس پہلو سے متعلق جو شہادتیں دی ہیں ان میں سے چند شہادتیں ملاحظہ کیجئے۔

۱

حضرت مولوی [illegible] ...یم صاحب سیالکوٹی تحریر فرماتے ہیں، کہ محمود رضی اللہ عنہ کوئی تین برس کا ہوگا آپ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ ناقل) لدھیانہ میں تھے میں بھی وہیں تھا گرمی کا موسم تھا مردانہ اور زنانہ میں، ایک دیوار حائل تھی۔ آدھی رات کا وقت ہوگا۔ جو میں جاگا۔ اور مجھے محمود کے رونے کی آواز آئی۔ حضرت اسے گود میں لئے پھرتے تھے اور وہ کسی طرح چپ نہیں ہوتا تھا۔ آخر آپ نے کہا۔ دیکھو محمود وہ تارا ہے۔ بچہ نے نئے مشغلہ کی طرف ... اور ذرا چپ ہوا پھر وہی رونا اور چلانا یہ کہنا شروع کر دیا "ابا تارے جانا" یعنی [illegible] ستارے پر جاؤں گا۔ کیا مجھے مزہ آیا اور پیارا معلوم ہوا آپ کا اپنے ساتھ یہ گفتگو کرنا "یہ اچھا ہوا۔ ہم نے تو ایک راہ نکالی تھی اس نے اس میں بھی اپنی ضد کی راہ نکالی!" (سیرۃ مسیح موعود صفحہ ۷۱-۷۲) اس کمسن بچے کے ستارے پر جانے کی تمنا [illegible] بلند عزائم کی غماز تھی۔

۲

حضرت حافظ سید مختار احمد شاہجہانپوری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب حضور کی عمر چار یا پانچ سال کے درمیان ہوگی اس زمانہ میں آپ "میاں صاحب" یا "میاں محمود" کہلاتے تھے ... چند بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ میں آپ کو دیکھ ہی رہا تھا کہ سیدنا و مولانا حضرت مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے اگرچہ آنجناب زمین پر اکڑوں بیٹھنے کو پسند نہیں فرماتے تھے تاہم میاں صاحب کے قریب پہنچ کر اکڑوں زمین پر بیٹھ گئے اور آپ کو اپنے ہاتھوں کے حلقہ میں لے لیا۔ اور بڑی محبت کی نظروں سے آپ کو دیکھتے ہوئے پیار کے لہجہ میں فرمایا "میاں آپ کھیل رہے ہیں" میاں نے معصومانہ نظروں سے حضرت مولوی صاحب کی طرف دیکھا اور جس لہجہ میں آپ سے سوال کیا گیا تھا بالکل اُسی لہجہ میں بڑی تیزی سے جواب دیا کہ

"بڑے ہوں گے تو ہم بھی کام کریں گے"

سیدنا حضرت مولوی صاحب نے یہ جواب سنکر فرمایا کہ "خیال تو تمہارا بھی پیو کا بھی یہی ہے اور نور الدین کا بھی واللّٰہ اعلم بالصواب"

یہاں پیو سے مراد باپ ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد پنجم صفحہ ۲۲)

۳

ایک اور واقعہ خود حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس طرح فرمایا کہ

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دفعہ رات کے وقت صحن میں سو رہے تھے کہ بادل زور شور سے گھر آئے اور بجلی نہایت زور سے کڑکی۔ وہ کڑک اس قدر شدید تھی کہ ہر شخص نے یہی سمجھا کہ گویا بالکل اس کے پاس گری ہے .... حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو صحن میں سو رہے تھے چارپائی سے اُٹھ کر کمرہ کی طرف جانے لگے۔ دروازہ کے قریب پہنچے کہ بجلی زور سے کڑکی۔ میں اُس وقت آپ کے پیچھے تھا۔ میں نے اُسی وقت اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کر آپ کے سر پر رکھ دیئے۔ اس خیال سے کہ اگر بجلی گرے تو مجھ پر گرے آپ پر نہ گرے۔ اب یہ ایک جہالت کی بات تھی۔ بجلیاں جس خدا کے ہاتھ میں ہیں اس کا تعلق میری نسبت آپ سے زیادہ تھا۔ بلکہ آپ کے طفیل میں بھی بجلی سے بچ سکتا تھا۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہاتھوں سے بجلی کو نہیں روکا جا سکتا۔ مگر عشق کی وجہ سے مجھے ان باتوں میں سے کوئی یاد نہ رہی۔ محبت کے وفور کی وجہ سے یہ سب باتیں میری نظر سے اوجھل ہو گئیں اور میں نے اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش کر دیا۔" (الفضل ۱۱ر دسمبر ۳۵ء)

۴

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ ماموریت پر اپنے ذاتی ایمان کی نوعیت واضح کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"میں علی طور پر بتلاتا ہوں کہ میں نے حضرت صاحب کو والد ہونے کی وجہ سے نہیں مانا تھا۔ بلکہ جب میں گیارہ سال کے قریب کا تھا تو میں نے مصمم ارادہ کیا تھا کہ اگر میری تحقیقات میں وہ نعوذ باللّٰہ جھوٹے نکلے تو میں گھر سے نکل جاؤں گا۔ مگر میں نے اُن کی صداقت کو سمجھا اور میرا ایمان بڑھتا گیا۔ حتیٰ کہ جب آپ فوت ہوئے تو میرا یقین اور بڑھ گیا"

(الفضل ۱۶ر جون ۴۴ء بحوالہ سوانح فضل عمر جلد اول صفحہ ۹۴)

۵

بچپن کے دور میں آپ کے روحانی مجاہدہ سے متعلق صرف ایک واقعہ پیش کیا جاتا ہے حضرت شیخ غلام احمد صاحب نو مسلم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

"ایک دفعہ میں نے ارادہ کیا کہ آج کی رات مسجد مبارک میں گذاروں گا۔ اور تنہائی میں اپنے مولیٰ سے جو چاہوں گا مانگوں گا مگر جب میں مسجد میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی شخص سجدہ میں پڑا ہوا ہے اور الحاح سے دُعا کر رہا ہے۔ اس کے اس الحاح کی وجہ سے میں نماز بھی نہ پڑھ سکا۔ اور اس شخص کی دعا کا اثر مجھ پر بھی طاری ہو گیا۔ اور میں بھی دعا میں محو ہو گیا۔ اور میں نے یہ دُعا کی کہ یا الٰہی یہ شخص تیرے حضور جو کچھ بھی مانگ رہا ہے وہ اس کو دیدے اور میں کھڑا کھڑا تھک گیا کہ یہ شخص سر اُٹھائے تو معلوم کروں کہ یہ کون ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے وہ کتنی دیر پہلے سے آئے ہوئے تھے مگر جب آپ نے سر اُٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت میاں محمود صاحب ہیں۔ میں نے السلام علیکم کی اور مصافحہ کیا اور پوچھا کہ میاں آج اللہ تعالیٰ سے کیا کچھ لے لیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے یہی مانگا ہے کہ الٰہی مجھے میری آنکھوں سے اسلام کو زندہ کر کے دکھا اور یہ کہکر آپ اندر تشریف لے گئے"

(الحکم جوبلی نمبر جلد ۲ نمبر [illegible] صفحہ [illegible])

۶

اللہ تعالیٰ کے حضور آپ کے مجاہدات آپ کے بچپن ہی سے مقبول تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو بچپن میں ہی اللہ تعالیٰ کی رویت نصیب ہو چکی تھی چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ

"مجھے آج تک تین اہم معاملات میں خدا تعالیٰ کی رویت حاصل ہوئی ہے پہلے پہل اُس وقت کہ ابھی میرا بچپن کا زمانہ تھا اس وقت میری توجہ دین کے سیکھنے اور دین کی خدمت کی طرف پھر گیا اس وقت مجھے خدا نظر آیا اور مجھے تمام نظارہ حشر و نشر کا دکھلایا گیا۔ یہ میری زندگی میں بہت بڑا انقلاب تھا۔"

(الفضل ۲۲ر جنوری ۱۹۲۰ء بحوالہ سوانح فضل عمر صفحہ ۱۵۴)

۷

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بچپن کے حالات کو گہری نظروں سے مطالعہ کرنے والے ایک بزرگ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کی گواہی کہ

"میری فراست حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے بچپن ہی میں اس امر کو پہچانے ہوئے تھی کہ یہ وجود باوجود نہایت عظیم الشان مراتب حاصل کرنے والا اور روحانیت کے اعلیٰ مقام پر پہنچنے والا ہے۔ حضرت استاذی المکرم خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے زمانہ میں جب کہ عاجز اخبار "بدر" کا ایڈیٹر تھا۔ ایک دن دفتر اخبار بدر میں بیٹھے ہوئے چند دوست باتیں کر رہے تھے۔ حضرت عرفانی کبیر شیخ یعقوب علی صاحب نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں جو لطف تھا وہ نہ رہا تو بے اختیار میرے منہ سے نکلا کہ جب میاں صاحب خلیفہ ہوں گے تو پھر وہی لطف حاصل ہونے لگے گا۔ حضرت عرفانی صاحب کا اشارہ اُس سلسلہ الہامات و [illegible] الٰہی کی طرف تھا جو حضرت مسیح موعود [illegible]

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

لجنہ اماء اللہ حیدرآباد سے محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا

بصیرت افروز خطاب

محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان کی حیدرآباد میں تشریف آوری پر آپ کی زیر صدارت ایک ہنگامی تربیتی اجلاس مورخہ ۲۷ ؍ ۸۱ ء کو بوقت گیارہ بجے صبح احمدیہ لیکچر ہال میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی کارروائی محترمہ صالحہ نسرین صاحبہ کی تلاوت قرآن مجید اور محترمہ بشریٰ مبارکہ صاحبہ کی نظم خوانی سے شروع ہوئی۔ اس کے بعد محترمہ صدر صاحبہ کی گلپوشی کی گئی۔ بعدہٗ صدر مقامی لجنہ محترمہ اعظم النساء صاحبہ نے آپ کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا جس میں محترمہ سیدہ موصوفہ کو اھلاً وسھلاً و مرحبا کہتے ہوئے بتایا کہ پارٹیشن کے بعد سے بھارت کی لجنات نے جو ترقی کی ہے وہ محض آپ کی بہترین نگرانی اور قیادت کا نتیجہ ہے۔ آپ بیمار بھی رہیں اور مصروف کار بھی مگر کسی بھی لمحہ سلسلہ کی خدمت سے انحراف کیا۔ آپ کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ آپ لجنہ کی ہر ممبر کی حوصلہ افزائی فرماتی ہیں۔ جزاھا اللہ خیراً اللہ تعالیٰ ہماری عزیزہ آپا جان صاحبہ کو درازیٔ عمر اور صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ اور ہمیں آپ کی قیادت میں احسن رنگ میں دین کی خدمت کرنے کی توفیق دے آمین۔

اس کے بعد محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان نے بہنوں سے خطاب فرمایا جس میں آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ اس نے ہم کو جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم پندرہویں صدی ہجری میں داخل ہو چکے ہیں۔ جو غلبہ اسلام کی صدی ہے آپ نے بہنوں کو نصیحت فرمائی کہ قرآن مجید پڑھیں اس کا ترجمہ سیکھیں اس کے [illegible] کو سمجھیں اور اس کی تعلیم پر عمل کرنے کی کوشش کریں آپ نے خطاب جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ خلیفۂ وقت اور محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ نے ہمیں بار بار اس امر کی جانب توجہ دلائی ہے کہ جماعت کی عورتیں بد رسومات کو بیزار ہو کر ترک کریں۔ شرک کی تمام راہوں کو ترک کر دیں۔ اور توحید خالص کی تعلیم پر کاربند ہیں اور جس پاکیزہ [illegible] کی تعلیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دی تھی اسکو رائج کریں۔

پردہ کے تعلق سے محترمہ صدر موصوفہ نے فرمایا کہ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے سالانہ اجتماع پر مستورات کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ عورتیں پردہ کی اہمیت کو سمجھیں اور پردہ اختیار کریں۔ اگر بے پردگی سے پرہیز نہ کریں گی تو پھر مغربی اقوام کی طرح اس کے برے نتائج بھگتنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ حضور نے فرمایا کہ ہمیں اپنے آپ کو بہت دعاؤں میں مشغول رکھنا چاہیئے اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا کثرت سے ورد کرنا چاہیئے۔ آخر میں آپ نے مقامی لجنہ کی عہدیداران اور عام ممبرات کو چند اہم نصائح فرمائیں۔ اور اس دعا پر اپنی تقریر کو ختم کیا کہ خدا کرے ہم قرآن کریم کے مطابق سوا سات کام میں سے ایک حکم بھی ترک کرنے والی نہ ہوں۔ بلکہ اسلامی احکام پر صحیح رنگ میں عمل کرنے والی ہوں۔ آمین۔ ازاں بعد دوران سال بہتر کام کرنے والی عہدیداران کو مرکز کی طرف سے اسناد خوشنودی دی گئیں۔ اور ساتھ ہی ان کی گلپوشی بھی کی گئی۔ بعدہٗ امتحان لجنہ و ناصرات میں کامیاب ہونے والی ممبرات کو اسناد تقسیم کی گئیں اسی طرح لجنہ و ناصرات کے اجتماعات میں قرأت نظم اور تقریری مقابلوں میں اول۔ دوم۔ سوم آنے والی بہنوں اور ناصرات کو محترمہ سیدہ آپا جان صاحبہ نے ازراہ شفقت اپنے دست مبارک سے انعامات تقسیم کئے جزاہ اللہ دعا کے بعد ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے ادا کی گئیں۔ تمام ممبرات کو محترمہ آپا جان صاحبہ کے ساتھ دوپہر کا کھانا تناول کرنے کا موقعہ ملا۔ کھانے کا انتظام لجنہ اماء اللہ حیدرآباد کی طرف سے کیا گیا۔ بعد ازاں تمام ممبرات کو باری باری محترمہ سیدہ آپا جان صاحبہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ کل تعداد حاضری چار سو کے قریب تھی جس میں ناصرات بھی شامل تھیں۔

خاکسار صدر لجنہ و جنرل سیکرٹری لجنہ حیدرآباد

ولادت

مکرم مولوی عبد المومن شاہ صاحب مبلغ سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۲۶ ؍ ۸۱ ء کو دوسری بچی نوازا ہے۔ جسکا نام محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے "آنسہ عصمت" تجویز فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم غلام قادر صاحب درویش کی نواسی اور مکرم عبد الجبار صاحب مرحوم کریل کشمیر کی پوتی ہے۔ احباب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ عزیزہ نومولودہ کو نیک، صالحہ اور خادمہ دین بنائے آمین۔ (ایڈیٹر بدر)

ایک عظیم قومی معمار .... بقیہ صـ ۶

بقیہ صـ ۶

کو خوشگوار و مستحکم بنانے کے لئے ایک اہمیت کا حامل ہے۔ غیر از جماعت احباب بھی اب آپ کے طریق کار کو اپنا رہے ہیں۔ تاکہ سیاسی و ملکی حالات میں بہتری پیدا ہو۔

(۱۰) ایک روحانی قائد اور قومی معمار کے لئے ضروری ہے کہ وہ ذہین و فہیم ہو۔ اور علوم ظاہری و باطنی پر دسترس رکھنے والا ہو۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ کی شخصیت گرامی ان اوصاف حمیدہ سے متصف تھی۔ حضور رضی اللہ عنہ کے خطبات جمعہ۔ خطبات عیدین۔ خطبات نکاح۔ تقاریر جلسہ سالانہ ملفوظات مجالس علم و عرفان۔ تصانیف۔ اور تفسیر کبیر و تفسیر صغیر آپ کی عقل و دانش ذہانت و فہم اور علوم ظاہری و باطنی پر دسترس رکھنے کا ایک روشن ثبوت ہیں۔ ہر ابتلاء و آزمائش کے موقعہ پر حضور رضی اللہ عنہ کے خطبات و ارشادات احباب جماعت کی ہر وقت رہنمائی کا باعث بنے اور جماعت نہ صرف اپنے مقصد میں کامیاب و کامران رہی۔ بلکہ اس کا ہر قدم ترقی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

پس متذکرہ بالا امور جن کا اختصار سے ذکر کیا گیا ہے۔ اس امر کو ثابت کرتے ہیں۔ کہ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ ایک زبردست روحانی قائد اور معمار تھے۔ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ احباب جماعت کو حضورؓ کے ارشادات گرامی کو مدنظر رکھتے ہوئے خدمت دین اور اشاعت اسلام کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ ••

تیرا نام صفحۂ زمین سے کبھی نہیں اٹھے گا ——— بقیہ صـ ۱۳

بقیہ صـ ۱۳

قادیان میں چند درویش صفت احمدی تھے۔ جنہوں نے اپنے مقدس مذہبی مقامات کو چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ اور انہوں نے ننگ شرافت لوگوں کے ننگ انسانیت مظالم برداشت کئے اور جن کو بلا خوف تردید مرد مجاہد قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور جن پر آئندہ کی تاریخ ہمیشہ فخر کرے گی ...." (ریاست دلی ۱۸ستمبر ۱۹۴۷ء)

دراصل اس قیامت خیز اور خونی دور میں درویشان قادیان کے کانوں میں اپنے آقا سیدنا المصلح الموعودؓ کی عزم و حوصلہ عطا کر نیوالی یہ پیاری اور جان فزا آواز گونج رہی تھی کہ ؎

دستِ عزرائیل میں مخفی ہے سب رازِ حیات موت کے پیالوں میں بٹتی ہے شرابِ زندگی

غفلتِ خوابِ حیاتِ عارضی کو دور کر ہے تجھے گر خواہش تعبیر خوابِ زندگی

پھر احمدیت اور بانیٔ احمدیت کو صفحۂ گیتی سے مٹانے کی سب سے بڑی منظم کوشش ۱۹۷۴ء میں حکومت پاکستان کے بعض عناصر کے اشتراک سے عمل میں لائی گئی۔ جب کہ جماعت کے خلاف وسیع پیمانے پر فسادات کی آگ بھڑکائی گئی۔ اور بزعم خود حکومت پاکستان نے احمدیوں کا مذہب تبدیل کر کے جماعت احمدیہ کو صفحۂ دنیا سے مٹا دیا۔ مگر کرشمۂ خداوندی دیکھئے کہ بقول خود احمدیوں کے نوے سالہ مسئلے کو حل کرنے کا کریڈٹ لینے والے مسٹر بھٹو اس اہم ملی کارنامے کی انجام دہی کے کچھ ہی عرصہ بعد دنیا بھر کے ممتاز ترین سیاستدانوں کی جانب سے جان بخشی کی اپیلیں کئے جانے کے باوجود مورخہ ۴ ؍ اپریل ۱۹۷۹ء کو تختہ دار پر چڑھ کر اپنے انجام کو پہنچ گئے ؎

کرمکِ پروانہ را بوئے مرگ می آید فراز می فتد در شمع سوزان از رہِ شوخی و ناز

آج افراد جماعت احمدیہ کی تعداد ایک موٹے اندازہ کے مطابق ایک کروڑ سے زیادہ ہے۔ صفحہ زمین یعنی قادیان کے علاوہ ربوہ میں بھی جماعت احمدیہ کا فعال مرکز ہے۔ اور آج جماعت احمدیہ بفضلہ تعالیٰ دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرتی چلی جا رہی ہے۔ کیا یہ تمام شواہد صداقت احمدیت کا منہ بولتا ثبوت نہیں؟

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہے خوف کردگار ••

حضرت مصلح موعودؓ کا پاکیزہ بچپن ——— بقیہ صفحہ ۱۴

بقیہ صفحہ ۱۴

کی زندگی میں ہم سلتے رہتے تھے۔ میرے اس خیال کی تائید بعض اہل کشف احباب صاف قلب والوں کے رؤیا اور عقائد سے بھی ہوتی تھی۔ (الفضل ۲۰ فروری ۱۹۶۶ء)

(۸) حضرت مصلح موعودؓ کے وجود میں نمایاں ہونے والے ان جوہروں کو مامور زمانہ حضرت امام مہدی علیہ السلام بھی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ چنانچہ شیخ محمد اسماعیل صاحبؓ کی روایت ہے کہ حضرت اقدس فرمایا کرتے تھے "میاں محمود میں اس قدر دینی جوش پایا جاتا ہے کہ میں بعض اوقات اس کے لئے خاص طور پر دعا کرتا ہوں" (الحکم جوبلی نمبر صـ ۸) ۔ ملت کے اس فدائی پر رحمت خدا کرے (آمین)

ضروری اعلان برائے مجالس خدام الاحمدیہ بھارت

جملہ قائدین و عہدیداران مجالس خدام الاحمدیہ بھارت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اس سال مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ کے دینی نصاب کے امتحانات مورخہ ۹ر اگست ۱۹۸۱ء کو ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

● — اس سال دفتر مرکزیہ نے خدام کے لئے تین تحریری امتحانات ۱۔ مبتدی کا ۲۔ متقدم ۳۔ مقتصد اور اطفال کے لئے دو تحریری امتحانات ہلال اطفال اور قمر اطفال کا انتظام کیا ہے۔ (ستارۂ اطفال کا امتحان مقامی طور پر زبانی لیا جاتا ہے)

● — خدام کی سہولت اور وسیع استفادہ کے پیش نظر اب نصاب کو کافی آسان کر دیا گیا ہے۔ جملہ قائدین کرام اور عہدیداران مجالس سے گذارش ہے کہ اس سال زیادہ سے زیادہ خدام کو امتحانات میں شریک کرنے کی کوشش فرمائیں۔ اور اس کے لئے ضروری ہے کہ

● — ہر خادم تک دینی نصاب کی کتب پہنچائی جائیں۔ کیونکہ جب تک نصاب کا علم نہ ہو گا اور کتابیں نہ ہوں گی تیاری نہ ہو سکے گی۔ اور جب تیاری نہ ہو گی تو امتحان میں شرکت بھی نہ ہو سکے گی۔ لہٰذا قائدین کرام اولین فرصت میں دفتر سے کتب نصاب منگوا کر خدام میں قیمتاً تقسیم کر دیں۔

● — پھر وقتاً فوقتاً ان کی تیاری کا جائزہ بھی لیا جاتا رہے

● — مورخہ ۳۰ر جون ۱۹۸۱ء تک جملہ قائدین کرام اپنی مجالس سے مختلف امتحانات میں شریک ہونے والے خدام و اطفال کی معین تعداد سے دفتر مرکزیہ کو مطلع فرما دیں تاکہ اس کے مطابق پرچہ سوالات طبع کروا کر قبل از وقت مجالس میں بھجوائے جا سکیں۔

اُمید ہے قائدین کرام اس سمت میں موثر اقدام کر کے دفتر کو اپنی مساعی جمیلہ سے مطلع فرمائیں گے۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

اعلان بسلسلہ مطالعہ کتب

جملہ اراکین مجالس خدام الاحمدیہ بھارت کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ دوران سال ۱۹۸۰۔۸۱ء کی دوسری سہ ماہی تبلیغ تا شہادت (فروری تا اپریل) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف کردہ کتاب "کشتی نوح" خدام کے مطالعہ کے لئے رکھی گئی ہے۔ تمام اراکین مجالس سے امید کی جاتی ہے کہ وہ اس معرکۃ الآراء تصنیف کا باقاعدہ مطالعہ کر کے استفادہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق بخشے۔ آمین۔

مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

ماہ نومبر، دسمبر کی ماہانہ رپورٹ ارسال کرنے والی لجنات

ماہ نومبر :- لجنہ اماء اللہ قادیان۔ سکندر آباد۔ مدراس۔ شیموگہ۔ کلکتہ۔ شاہجہانپور۔ یادگیر۔ برہ پورہ۔ دہلی۔ چنتہ کنٹہ۔ ساگر۔ کٹک۔ پنکال۔ کرڈاپلی۔ ارکھ پٹنہ۔ دھوان ساہی۔ جڑچرلہ۔ موسیٰ بنی مائنز۔ سکرا۔

ناصرات الاحمدیہ، قادیان۔ چنتہ کنٹہ۔ شیموگہ۔ مدراس۔ کرڈاپلی۔ سکرا۔ جڑچرلہ

ماہ دسمبر :- لجنہ اماء اللہ قادیان۔ حیدر آباد۔ سکندر آباد۔ شیموگہ۔ بنگلور۔ شاہجہانپور۔ برہ پورہ۔ دہلی۔ چنتہ کنٹہ۔ ساگر۔ کٹک۔ پنکال۔ ارکھ پٹنہ۔ پنگاڈی۔ دھوان ساہی۔ جڑچرلہ۔ سکرا۔

ناصرات الاحمدیہ قادیان۔ چنتہ کنٹہ۔ سکرا۔ جڑچرلہ۔

جن لجنات کے نام نہیں ہیں وہ برائے مہربانی جلد از جلد رپورٹیں ارسال کر دیں ناصرات کی سیکرٹریان بھی توجہ دیں۔

[illegible] نائب صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

ضروری تصحیح

حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سال رواں کے لئے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی بحیثیت "ناظر اعلیٰ و صدر صدر انجمن احمدیہ قادیان" منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ جبکہ بدر مورخہ ۸۱/۱/۱ کے صفحہ ۴ پر نظارت علیا کے اعلان "منظوری ممبران صدر انجمن احمدیہ قادیان" کے تحت سہو کتابت سے صرف "ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان" کے الفاظ درج ہوئے ہیں۔ قارئین اس کی درستی کر لیں۔ ایڈیٹر بدر

درخواست ہائے دُعا

● — محترمہ قدسیہ مہر صاحبہ اہلیہ مکرم شرافت احمد خان صاحب کلکتہ اپنے داماد عزیزم ڈاکٹر محمد احسن الحق صاحب ابن مکرم محمد ابراہیم صاحب ریٹائرڈ ڈی۔ ایس۔ پی (بنگال) حال مقیم امریکہ کی ڈاکٹری کے امتحان میں نمایاں کامیابی اور بہتر ملازمت کے حصول کے لئے بزرگان و احباب جماعت کی خدمت میں دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔ (ایڈیٹر بدر)

● — محترمہ زاہدہ بانو بیگم صاحبہ مقیم حیدر آباد مبلغ بیس روپے صدقہ کی مد میں بھجواتے ہوئے اپنے بیٹے مکرم عبدالرشید صاحب بہو محترمہ امۃ الجمیل صاحبہ اور ان کے بچوں کی صحت و سلامتی اور ہر قسم کی پریشانیوں کے ازالہ کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

ناظر بیت المال آمد قادیان۔

● — میرے نانا جان مکرم سید غلام احمد صاحب بعارضہ دوران سر شدید بیمار ہیں اور کافی کمزور ہو چکے ہیں۔ ان کی کامل صحت و شفایابی کیلئے بزرگان و احباب جماعت کی خدمت میں دُعاؤں کی خواستگار ہوں۔ (خاکسار سیدہ امۃ الشکور عمر بنت مولوی سید فضل عمر صاحب مبلغ سونگھڑہ)

● — جماعت احمدیہ کیرنگ کے احباب مکرم سلیم الدین صاحب، مکرم شیخ [illegible] صاحب، مکرم عبداللہ صاحب اور شیخ علاؤالدین صاحب مبلغ دس روپے مد اعانت بدر میں ارسال کرتے ہیں اپنی دینی و دنیوی ترقیات اور نیک مقاصد میں حصول کامیابی کے لئے قارئین بدر کی خدمت میں دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (خاکسار فضل عمر خان متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان)

● — میری بیٹی محمودہ اختر سلمہا نے امسال انگریزی (میٹرک) کا کمپارٹمنٹ امتحان دیا ہے۔ عزیزہ کی نمایاں کامیابی کے حصول کے لئے نیز خاکسار کی اہلیہ حسینہ بیگم صاحبہ مرگی کا دورہ پڑنے پر کانگڑی سے جل گئی ہیں۔ اور خاکسار کی دوسری بیٹی دلشاد اختر سلمہا کا پتے کا اپریشن ہو رہا ہے۔ ہر دو مریضوں کی کامل شفایابی کے لئے دعاؤں کا خواستگار ہوں۔ (خاکسار یار محمد خان سیکرٹری مال نورنہ مئی کشمیر)

● — خاکسار کے چھوٹے بھائی عزیز وسیم احمد کی زبان میں لکنت آگئی ہے جو دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ عزیز کی کامل شفایابی اور والدین کی صحت و سلامتی کے لئے قارئین بدر کی خدمت میں درخواست دعا ہے۔ (خاکسار صغیر احمد طاہر متعلم مدرسہ احمدیہ)

● — میرے چھوٹے بھائی عزیز وسیم احمد فریدی نے ڈاکٹر آف فلاسفی (جینٹکس) کی تحقیق مکمل کر لی ہے اور انکا تھیسس چیکنگ اور رپورٹ کی غرض سے جرمنی / فلپائن کی بیرونی یونیورسٹیز میں بھجوایا گیا ہے۔ علاوہ ازیں عزیز نے متعدد ریسرچ پیپرز بیرونی جرائد میں اشاعت کے لئے بھی بھیجے ہوئے ہیں اور ان دنوں پوسٹ ڈاکٹورل ریسرچ میں معروف ہیں تمام احباب جماعت سے عزیز کی نمایاں کامیابی، اعلیٰ تحقیقی صلاحیت اور دینی دنیاوی ترقیات کے لئے دعاؤں کی درخواست ہے (خاکسار سلیم احمد ناصر قادیان)

● — میری نانی جان مقیم ملتان پاکستان ایک بازو میں شدید درد کی وجہ سے بیمار ہیں ان کی شفایابی کے لئے ماموں مکرم جمیل احمد صاحب جاوید کے نئے کاروبار کے بابرکت ہونے کے لئے نیز دوسرے ماموں مکرم عزیز احمد صاحب کو خدا تعالیٰ نے لڑکی عطا فرمائی ہے اس کی صحت و لمبی عمر کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (خاکسار بشیر الدین کارکن فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان)

تقویٰ کی باریک راہوں پر

بقیہ صفحہ ۱۴

حضور نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے۔ معلوم ہوا کہ بیت الخلاء کی صفائی کرنے والے خاکروب نے جس کا نام صادق مسیح تھا۔ بچی کے گلے میں بازو ڈال کر پیار سے اُس کا گلا چوما تھا۔ اس پر بچوں نے اپنی معصومیت کے ساتھ بچی کو چھیڑنا اور چڑانا شروع کر دیا۔ حضرت ابا جان نے یہ دیکھ کر بچی کو اپنے قریب بلایا اور اُس سے پوچھا کہ تمہیں خاکروب نے کس جگہ پیار کیا تھا۔ اس نے اپنے گال پر انگلی رکھ کر بتایا کہ اس جگہ پیار کیا تھا حضور نے بچی کو اپنے ساتھ چمٹا کر عین اُسی جگہ اس کو چوما اور فرمایا بس چپ کر جا میں نے تمہیں پیار کر لیا ہے اور بچے جو بچی کو چھیڑ رہے تھے حیران ہو کر خاموش ہو گئے (مجلۃ الجامعہ ربوہ شمارہ ۲ صفحہ ۱۸)

جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بدر کے گذشتہ شمارے میں جماعتوں کی طرف سے آمدہ جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رپورٹوں کا خلاصہ دیا جا چکا ہے۔ اب اسی تسلسل میں جماعتہائے احمدیہ کرونا گاپلی، موسیٰ بنی مائنز، جموں اور حیدر آباد کی طرف سے بھی خوش کن رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اِن جماعتوں کی مخلصانہ مساعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ہر جہت سے مفید اور بابرکت کرے آمین۔ (ایڈیٹر بدر)

تعارف وتبصرہ

حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم

تالیف محترم مولانا غلام باری صاحب سیف - ربوہ -
ناشر مکرم عبدالمالک صاحب - دارالذکر - ۱۵-۱۱۵ علامہ اقبال روڈ - لاہور ۵
مجلد - سائز ۱۸×۲۲/۸ - ضخامت ۲۸۰ صفحات -

بحیثیت انسانِ کامل حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وجلالتِ شان کے اظہار کے لئے ایک یہی دلیل کیا کم ہے کہ انسانی ذہن جوں جوں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس سوانح حیات اور سیرۃ طیبہ کی وسعتوں میں بلند پرواز ہوتا چلا جاتا ہے آپؐ کے روحانی فیوض وکمالات کے نئے نئے اُفق اُس پر روشن ہوتے چلے جاتے ہیں۔

زیرِ نظر تالیف جماعت کے نامور، فصیح البیان اور کہنہ مشق عالم محترم مولانا غلام باری صاحب سیف کے وسیع تجربہ، گہرے مطالعہ اور سالہا سال کی محنتِ شاقہ کا علمی ثبوت اور ایک بہترین قلمی شاہکار ہے۔ جس میں سرورِ کائنات وفخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے بہت سے حسین اور نئے گوشے انتہائی دلکش و دل آویز پیرائے میں اُجاگر کئے گئے ہیں۔ ایک ماہ کے مختصر سے عرصہ میں اس گراں قدر تالیف کے یکے بعد دیگرے دو ایڈیشن طبع ہو کر منظرِ عام پر آچکے ہیں۔ جو بذاتِ خود اس کی نہایت درجہ افادیت اور مقبولیت پر دال ہیں۔

تاریخ احمدیت جلد ہفتدہم

تالیف محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد - ربوہ -
ناشر ادارۃ المصنفین - ربوہ - ضلع جھنگ - پاکستان -
سائز ۲۰×۲۶/۸ - ضخامت ۶۲۰ صفحات - مجلد -

موجودہ اور آئندہ نسلوں کے لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مکمل، مستند اور بیش قیمت تاریخی سرمائے کا تحفظ بلاشک ایک انتہائی اہم اور عظیم جماعتی خدمت کا درجہ رکھتا ہے۔ جسے سیدنا حضرت اقدس المصلح الموعودؓ کے متعین فرمودہ خطوط پر محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد بفضلہ تعالیٰ عرصہ قریباً اٹھائیس سال سے انتہائی اخلاص، محنت، توجہ اور خوش اسلوبی کے ساتھ بجا لا رہے ہیں۔ فجزاہ اللہ خیراً۔

اس وقت مئی ۱۹۵۳ء سے ستمبر ۱۹۵۵ء تک کے حالات پر مشتمل نئی شائع شدہ "تاریخ احمدیت" جلد ہفتدہم ہمارے سامنے ہے۔ جس میں فاضل مؤلف نے عرصہ زیرِ بحث کے دوران وقوع پذیر ہونے والے بہت سے ایمان افروز تاریخی واقعات کے ضمن میں سواحیلی ترجمہ قرآن، اینٹی احمدیہ مسلم ایجی ٹیشن، حضرت مصلح موعودؓ پر قاتلانہ حملہ اور تشویشناک علالت کے پیشِ نظر متفقہ ڈاکٹری مشورہ کی روشنی میں اختیار کئے جانے والے حضورؓ کے بابرکت سفر یورپ سے متعلق تمام جزئیات کو مفصل اور مؤثر رنگ میں قلمبند کیا ہے۔ تاریخ احمدیت کی یہ جلد بھی بفضلہ تعالیٰ سابقہ جلدوں کی طرح ظاہری وباطنی حسن و نفاست کا بہترین مرقع ہے۔

تقاریب شادی خانہ آبادی!

مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۸۰ء کو خاکسار نے عزیزہ مطہرہ بیگم سلمہا بنت مکرم فضل الرحمٰن خان صاحب چودوار کا نکاح مکرم شیخ اسرار احمد صاحب ابن مکرم شیخ پنچو صاحب کیرنگ کے ہمراہ مبلغ چھ ہزار پچیس (۶۰۲۵) روپے حق مہر پر پڑھا۔ اور اسی روز رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی۔

مورخہ ۲۹/۱۲/۸۰ کو عزیزہ بشریٰ بیگم سلمہا بنت مکرم مبارک احمد صاحب موسیٰ بنی مائنز کے نکاح کا اعلان مکرم شیخ دیدار احمد صاحب ابن مکرم پنچو صاحب کیرنگ کے ہمراہ خاکسار نے مبلغ چھ ہزار پانچ (۶۰۰۵) روپے حق مہر پر کیا۔ اور اسی روز بچی کا رخصتانہ عمل میں آیا۔

خوشی کے ہر دو مواقع پر مکرم فضل الرحمٰن خان صاحب نے مبلغ بیس روپے اور مکرم مبارک احمد صاحب نے مبلغ پچیس روپے بطور شکرانہ مختلف مدات میں ادا کئے ہیں۔ فجزاھما اللہُ احسن الجزاء۔ احباب سے ہر دو رشتوں کے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ ہونے کے لئے درخواستِ دعا ہے۔

خاکسار: شمس الحق خان معلم وقفِ جدید
مقیم موسیٰ بنی مائنز -

پروگرام دورہ مکرم منظور احمد صاحب سوز ایم۔ اے وکیل المال تحریک جدید

برائے مہاراشٹر۔ آندھرا۔ میسور۔ مدراس

جماعت ہائے احمدیہ بمبئی - آندھرا - میسور اور مدراس کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مورخہ ۲۲/۲/۸۱ سے مکرم منظور احمد صاحب سوز وکیل المال تحریک جدید اور انسپکٹر تحریک جدید مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق دورہ کر رہے ہیں۔ موصوف اپنے دورہ میں وصولی بقایاجات اور سالِ رواں نیز وعدہ جات میں اضافہ کی کوشش کریں گے۔ اُمید ہے کہ احباب جماعت وعہدیداران جماعت، مبلغین ومعلمین کرام تعاون فرما کر ممنون فرماویں۔ **وکیل الاعلیٰ تحریک جدید قادیان**

جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی	جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی
قادیان	-	-	۲۲ ۲/۸۱	وڈمان	۱۶ ۳/	۱	۱۷ ۳/
بمبئی	۲۴ ۲/۸۱	۲	۲۶	چنتہ کنٹہ	۱۷	۳	۲۰
گلبرگہ	۲۷	۱	۲۸	حیدرآباد	۲۰	۱	۲۱
یادگیر	۲۸	۳	۳ ۳/۸۱	ہبلی	۲۲	۱	۲۳
دیودرگ	۳ ۳/۸۱	۱	۴	لونڈہ۔بلگام	۲۳	۱	۲۴
تیماپور	۴	۱	۵	شیموگہ	۲۵	۲	۲۷
یادگیر	۵	۱	۶	سوربہ۔ساگر	۲۷	۱	۲۸
حیدرآباد	۶	۶	۱۲	مرکرہ براستہ شیموگہ	۲۹	۲	۳۱
سکندرآباد	۱۲	۲	۱۴	بنگلور	۱ ۴/۸۱	۴	۵ ۴/۸۱
شادنگر	۱۴	½	۱۴	مدراس	۵ ۴/۸۱	۳	۸
جڑچرلہ	۱۴	½	۱۵	قادیان	۱۱ ۴/۸۱	-	-
محبوب نگر	۱۵	۱	۱۶	---	---	---	---

ہر صاحبِ استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ اخبار بدر خود خرید کر پڑھے (مینیجر بدر)

Registered with the registrar of news papers for India at No. R.N. 61/57

Regd. No. : P/G. D. P-3 | Phone No. 35

MUSLEH - E - MAUD NUMBER

The Weekly **BADR** Qadian 143516

Editor-Khurshid Ahmad Anwar

Sub Editor-Jawaid Iqbal Akhtar | PRICE Rs. 1/-

VOL. No. 30 | 12th. TABLIGH 1360 * 12th. FEBRUARY 1981 | ISSUE No. 7

فرمودات حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

پیشگوئی مصلح موعودؓ کے ذریعہ اس زمانہ میں دشمنانِ اسلام پر حجت پوری ہوئی ہے

اس پیشگوئی سے جو اہم ذمّہ داریاں عائد ہوتی ہیں احباب انہیں پورا کرنے کی کوشش کریں

"اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے رحم سے وہ پیشگوئی جس کے پورا ہونے کا ایک لمبے عرصہ سے انتظار کیا جا رہا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق اپنے الہام اور اعلام کے ذریعہ مجھے بتا دیا ہے کہ وہ پیشگوئی میرے وجود میں پوری ہو چکی ہے اور اب دشمنانِ اسلام پر خدا تعالیٰ نے کامل حجت کر دی ہے اور ان پر یہ امر واضح کر دیا ہے کہ اسلام خدا تعالیٰ کا سچا مذہب، محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے سچے رسول اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کے سچے فرستادہ ہیں۔ جھوٹے ہیں وہ لوگ جو اسلام کو جھوٹا کہتے ہیں۔ کاذب ہیں وہ لوگ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کاذب کہتے ہیں۔"

"میں اس موقعہ پر جہاں آپ لوگوں کو یہ بشارت دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کو پورا کر دیا جو مصلح موعود کے ساتھ تعلق رکھتی تھی۔ وہاں میں آپ کو ان ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلاتا ہوں جو آپ پر عائد ہوتی ہیں۔ آپ لوگ جو میرے اس اعلان کے مصدّق ہیں آپ کا اوّلین فرض یہ ہے کہ اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں۔ اور اپنے خون کا آخری قطرہ تک اسلام کی فتح اور کامیابی کے لئے بہانے کو تیار ہو جائیں۔ بے شک آپ لوگ خوش ہو سکتے ہیں کہ خدا نے اس پیشگوئی کو پورا کیا۔ بلکہ میں کہتا ہوں آپ کو یقیناً خوش ہونا چاہیئے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود لکھا ہے کہ تم خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ اس کے بعد اب روشنی آئے گی۔ پس میں تمہیں خوش ہونے سے نہیں روکتا میں تمہیں اچھلنے کودنے سے نہیں روکتا۔ بے شک تم خوشیاں مناؤ۔ اور خوشی سے اچھلو اور کودو۔ لیکن میں کہتا ہوں اس خوشی اور اچھل کود میں تم اپنی ذمّہ داریوں کو فراموش مت کرو۔ جس طرح خدا نے مجھے رؤیاء میں دکھایا تھا کہ میں تیزی کے ساتھ بھاگتا چلا جا رہا ہوں اور زمین میرے پیروں کے نیچے سمٹتی جا رہی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ نے الہاماً میرے متعلق یہ خبر دی ہے کہ میں جلد جلد بڑھوں گا۔ پس میرے لئے یہی مقدر ہے کہ میں سرعت اور تیزی کے ساتھ اپنا قدم ترقیات کے میدان میں بڑھاتا چلا جاؤں۔ مگر اس کے ساتھ ہی آپ لوگوں پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اپنے قدم کو تیز کریں۔ اور اپنی سست روی کو ترک کر دیں۔ مبارک ہے وہ جو میرے قدم کے ساتھ اپنے قدم کو ملاتا اور سرعت کے ساتھ ترقیات کے میدان میں دوڑتا چلا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ رحم کرے اس شخص پر جو سستی اور غفلت سے کام لے کر اپنے قدم کو تیز نہیں کرتا۔ اور میدان میں آگے بڑھنے کی بجائے منافقوں کی طرح اپنے قدم کو پیچھے ہٹا لیتا ہے۔ اگر تم ترقی کرنا چاہتے ہو، اگر تم اپنی ذمّہ داریوں کو صحیح طور پر سمجھتے ہو تو قدم بقدم، شانہ بشانہ میرے ساتھ بڑھتے چلے آؤ۔ تاکہ ہم کفر کے قلب میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا گاڑ دیں۔ اور باطل کو ہمیشہ کے لئے صفحۂ عالم سے نیست و نابود کر دیں۔ اور انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں مگر خدا تعالےٰ کی باتیں کبھی ٹل نہیں سکتیں۔"

(الموعود صفحہ ۲۰۸، ۲۱۴، ۲۱۶)